عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ • شمارہ نمبر: ۱۷
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

بہبود آبادی کانفرنس
مسلمانوں کے خلاف ایک گھناؤنی سازش

سود اور ہمارا معاشرہ

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی کا سانحہ ارتحال

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
میرے مشفق امیر

قادیانیت
جھوٹے دعویٔ نبوت سے اسمبلی کے تاریخی فیصلے تک

علم دین اور تعلیم نسواں

مغرب زدہ لوگوں کیلئے درس عبرت
لندن جرائم کا مرکز بن گیا، لندن کے باسیوں کی راتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں

آپ کے مسائل

معذور کے احکام

سوال:- میرا مسئلہ یہ ہے نماز چار رکعت پڑھتی ہوں اور پیشاب محسوس ہوتا ہے۔ کبھی محسوس ہوتا ہے کہ واقعی ہو گیا۔ شلوار دھو کر وضو کر کے آتی ہوں۔ پھر گیس کی تکلیف ہوتی ہے اسے روکتی ہوں ورنہ پھر وضو کرتی ہوں۔ بعض مرتبہ دوبارہ پھر ایسا ہوتا ہے کبھی پیشاب پھر ہوتا ہے تو پھر شلوار دھوتی ہوں۔ گھنٹوں باتھ روم میں بیٹھی پانی بہاتی رہتی ہوں اس طرح نماز پڑھنے سے میں عاجز ہو جاتی ہوں کبھی پیشاب ہوتا ہے اور نماز پڑھتی رہتی ہوں سوچتی ہوں کہ کتنا گناہ ہوتا ہوگا کبھی نماز پڑھتے پڑھتے بھول جاتی ہوں کہ کیا پڑھا پھر دوبارہ پڑھتی ہوں کبھی تو یہ سلسلہ تین چار مرتبہ نماز پڑھ کر پورا ہوتا ہے نماز میں دھیان نہیں لگتا اس وقت ایسا ہوتا ہے یا پھر کوئی تکلیف وہ خیال دماغ میں ہو سجدہ سہو زیادہ تر نمازوں میں کرتی ہوں وضو کرنے سے پہلے باتھ روم ضرور جاتی ہوں پیشاب کر کے اٹھتی ہوں وضو کرنا چاہتی ہوں پھر پیشاب کے لئے جاتی ہوں مغرب کی اذان کے وقت باتھ روم جاتی ہوں جب تین فرض ہو جاتے ہیں اس وقت میں باتھ روم سے نکلتی ہوں کبھی کبھی تو پوری نماز مسجد میں ہو جاتی ہے پھر میں نماز پڑھتی ہوں کبھی آٹھ رکعت پڑھ لیتی ہوں پھر پیشاب محسوس ہوتا ہے کہ چھوٹ گیا۔ نماز زور زور سے پڑھتی ہوں یہ اس وقت ہوتا ہے جب نماز میں دھیان نہیں لگتا عورت کے لئے زور سے نماز پڑھنا منع ہے۔ یہ میں جانتی ہوں لیکن پتہ نہیں مجھے کیا ہے زیادہ تر نماز اسی طرح پڑھتی ہوں۔ مغرب تین فرض دو سنت، ظہر چار سنت چار فرض دو سنت، عشاء چار فرض دو سنت تین وتر، یہ حال ہے میری نماز کا وہ بھی پڑھ نہیں پاتی اگر نماز اس طرح پڑھوں تو کوئی گناہ تو نہیں کبھی نماز پڑھنے لگتی ہوں کبھی چار چار مہینے نہیں پڑھتی اس لئے تھوڑی پڑھ لیتی ہوں لیکن جس طرح میں نماز پڑھتی ہوں کوئی نہ پڑھتا ہوگا کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

جواب:- آپ کا خط پڑھا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت دے۔ نیچے کی ذکر کردہ ہدایات پر عمل کیجئے۔

۱۔ آپ معذور ہیں، اس لئے ایک وقت میں آپ کے لئے ایک بار وضو کر لینا کافی ہے۔ نماز سے پہلے شلوار یا چادر بدل لیا کیجئے، وقت کے اندر ایک بار وضو کر کے وقت کے اطمینان سے نماز پڑھا کیجئے، جب تک وقت باقی ہے آپ کا وضو قائم سمجھا جائے گا، خواہ پیشاب نکلتا رہے۔

۲۔ وضو کرنے میں بھی زیادہ دیر نہ لگایئے۔ بس کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، منہ ہاتھ دھونا، سر کا مسح، اور پاؤں دھونا کل دو منٹ کا کام ہے" اس سے زیادہ وقت نہ لگائیں، ہرگز نہ لگائیں۔

۳۔ نماز کسی صورت میں بھی قضا نہ کریں، بلکہ اوپر کی ہدایت کے مطابق پابندی سے پڑھیں۔

۴۔ نماز میں نہایت اطمینان کے ساتھ شروع ہونا چاہئے، تمام ذہنی افکار کو ختم کر دیں اور یہ سمجھیں کہ میں مالک کے سامنے پیش ہو رہی ہوں، اور وہ میری تمام ظاہری و باطنی کیفیات کو جانتا ہے۔ انشاء اللہ بھول نہیں ہوا کرے گی۔

۵۔ کوشش کریں کہ قرات اونچی آواز سے نہ کریں۔

حرام آمدنی والے گھر کا کھانا

سوال:- ہمارے پڑوسی جو کہ خون بیچنے کا ناجائز کاروبار کرتے ہیں۔ اگر ان کے گھر سے کچھ نیاز نذر کے طور پر آئے تو کیا ان کا یہ کھانا جو حرام پیسے کا ہے کیا ہمیں کھانا جائز ہے؟ کیونکہ میری والدہ کہتی ہیں کہ توبہ کر کے کھا لینا چاہئے۔ باقی سب گھر والے تو کھا لیتے ہیں مگر میں تو ہاتھ تک نہیں لگاتی۔ تو کیا محض توبہ کرنے سے وہ کھانا حلال ہو جائے گا؟ اور میرا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

جواب:- آپ کا فعل درست ہے، جس شخص کی آمدنی حرام کی ہو اس کے گھر کا کھانا جائز نہیں۔

سوال:- بہت پہلے آپ نے بینک کی کمائی کے بارے میں جواب دیا تھا کہ اس کمائی کو کسی غیر مسلم کو دے کر ادھار لے لینا چاہئے مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس غیر مسلم کی کمائی بھی حلال ہی ہوگی اور انجانے میں اس غیر مسلم کی کمائی (جو کہ ناجائز طریقے سے حاصل کی گئی ہو) کو لیا جائے تو کیا پھر بھی اللہ کا وبال اس (بینک کی کمائی حاصل کرنے والے) شخص پر ہوگا۔

جواب:- غیر مسلم حلال و حرام کا قائل ہی نہیں۔ اس سے ادھار لینا جائز ہے اور وہ آپ کے لئے حلال ہوگا۔

سوال:- میں نے اکثر لوگوں کے منہ سے سنا ہے کہ دو چوٹیاں اور جوڑے میں نماز نہیں ہوتی۔ کیا یہ بات سچ ہے؟ کیونکہ جب مجھے یہ بات معلوم نہ تھی تو میں نے اسی طرح بہت سے نمازیں پڑھ لی تھیں تو کیا میری وہ نمازیں قبول ہوئیں کہ نہیں؟ میری عادت ہے کہ میں بال اس طرح بناتی ہوں کہ پورے بالوں کی چوٹی بنا کر اسے ایک ہیئر بینڈ میں (بل دے کر) باندھ لیتی ہوں حالانکہ یہ جوڑے کی طرح اونچا نہیں ہوتا بلکہ میری گردن پر ہوتا ہے جبکہ جوڑا تو سر کے اوپری حصے میں ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ تو کیا اس صورت میں جبکہ میرے بال کندھے تک نہیں آتے صرف گردن تک ہی ہوتے ہیں یہ بھی جوڑے ہی کی طرح ہے (ویسے یہ ذرا عجیب قسم کا سوال ہے مگر آپ جواب ضرور دیجئے گا) کیونکہ اگر یہ بھی جوڑے کی ہی شکل ہے تو میری تو ساری نمازیں ہی غارت گئیں۔

جواب:- دو چوٹیوں یا جوڑے کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ بہرحال آپ کی نمازیں ہو گئیں۔ اطمینان رکھیں۔

سوال:- ایک دفعہ ہمارے اسلامیات کے سر نے ہمیں دعا کرنے کا یا دعا مانگنے کا یہ طریقہ بتایا تھا کہ سب سے پہلے الحمد شریف پڑھی جائے پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر آنحضرت ﷺ، تمام انبیاء، تمام پیغمبر اور بزرگان دین و نیک ارواح کی مغفرت اور جوار رحمت کی جگہ کے لئے دعا کی جائے اور وجہ یہ بیان کی تھی کہ اگرچہ یہ عظیم ہستیاں کسی کی دعا کی محتاج تو نہیں مگر جب ہم ان کے لئے دعا کریں گے تو وہ بھی قیامت کے دن اللہ کے حضور اس بندے کے لئے دعا کریں گے جو ان کے لئے خیر و مغفرت کی دعا کرے گا اور پھر تین بار درود شریف پڑھ کر اپنے والدین، اساتذہ، تمام عالم اسلام اور مسلمانوں کے لئے دعا کی جائے اور پھر تین بار درود شریف پڑھ کر اپنے لئے دعا کی جائے، پھر آخر میں تین بار درود شریف پڑھ کر دعا ختم کر دی جائے کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب:- طریقہ صحیح ہے۔ مگر ذرا لمبا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جائے۔ پھر آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے، پھر تمام مسلمان مردوں اور عورتوں، زندوں اور مردوں کے لئے دعائے مغفرت کی جائے، پھر دعا کی جائے اور اس کو درود شریف پر ختم کیا جائے۔

روزی میں برکت کا وظیفہ

سوال:- آج سے ایک سال قبل کچھ پیسے ادھار لئے اور بیس ہزار کی کمیٹی ڈالی اور چھوٹا سا کارخانہ بنایا۔ آج ایک سال سے چلا رہی ہوں مگر کچھ بنتا نظر نہیں آتا۔ محنت چودہ گھنٹے اور ابھی تک قرضہ بھی نہیں اتار سکی بچوں کی پڑھائی بھی متاثر ہو رہی ہے۔ بمشکل تمام گھر کی گاڑی چل رہی ہے اور لوگ یہی کام کرتے ہیں اور ایک مشین سے سال میں بیس بائیس مشین بنا لیتے ہیں اب میری سمجھ میں بات نہیں

باقی ص ۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۱۷ ● تاریخ ۱۸ ربیع الثانی تا ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۲۳ ستمبر تا ۲۹ ستمبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔۔ ۴
۳۔ اداریہ ۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ مشفق امیر۔ حضرت عبداللہ درخواستیؒ ۔۔۔۔۔ ۸
۵۔ حضرت درخواستی کا سانحہ ارتحال ۔۔۔۔۔ ۹
۶۔ علم دین اور تعلیم نسواں (قسط نمبر ۱) ۔۔۔۔۔ ۱۰
۷۔ قاہرہ کی بہبود آبادی کانفرنس اور حکومت پاکستان ۔۔۔۔۔ ۱۳
۸۔ سود اور ہمارا معاشرہ ۔۔۔۔۔ ۱۴
۹۔ مغرب زدہ لوگوں کے لئے درس عبرت ۔۔۔۔۔ ۱۵
۱۰۔ جدید سائنسی تحقیقات قرآن کی روشنی میں (قسط نمبر ۲) ۔۔۔۔۔ ۱۷
۱۱۔ قادیانیت۔ دعویٰ نبوت سے اسمبلی تک ۔۔۔۔۔ ۱۸
۱۲۔ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک بغاوت (قسط نمبر ۲) ۔۔۔۔۔ ۲۲
۱۳۔ اخبار ختم نبوت ۔۔۔۔۔ ۲۳

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

خوشنویس
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۱۷۵ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر : عبدالرحمن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۰۴ نیو رضویہ لائن کراچی

ہادی انس و جاں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از۔ حامد رحیم یار خاں

رات کالی تھی بھیانک تھی پر ہول تھی
ساری دنیا تھی تاریک پر ہول تھی
ایک اک چیز تیرہ تھی پر ہول تھی
جگنو کی روشنی تک نہیں تھی کہیں

چرچا تھا بربریت ہی کا یاں جناب
تھے ستم گر ہی دنیا میں عزت مآب
چہرہ کالا تھا جو بھی وہی ماہتاب
منتظر آسماں کہ تو آئے کہیں

آہیں بیواؤں کی تھیں تری منتظر
بھٹکے انساں کی فطرت تری منتظر
بیکسی تھی جہاں میں تری منتظر
تیرے آنے پہ ابلیس ہوا حزیں

قدس گاہوں میں آئی فلک پر بہار
اجڑی قسمت کے چہروں پہ آیا نکھار
جگمگاتی سحر سے فضا لالہ زار
ضوفشاں ہوا جب تیرا مکھڑا حسیں

مکہ خزانے لٹانے لگا نور کے
عام جلوے ہوئے وادی طور کے
شادماں لمحے آئے ہیں مجبور کے
انبساط چمن ہے تبسم حسیں

وحی کے چشمہ حیواں سے سیراب تو
ہے ابد تک چمن جس کا شاداب تو
عالم سود و زیاں میں فتح یاب تو
شیریں لب تو ہے تیرا تکلم حسیں

سر بسجدہ ہیں اور آنسوؤں کی جھڑی
شان ہے تیری سب انبیاء سے بڑی
تیغ بن گئی اٹھائی کہیں جو چھڑی
پنجہ زن تجھ سے باطل ہو کیسے کہیں

بدر و احد و حنین ہو یا خیبر کی جنگ
ٹھن گئی جبکہ جھوٹے خداؤں سے جنگ
تیری تیغ دودم سے زمیں لالہ رنگ
تیرے ہمراہ ہوتے تھے روح الامیں

اپنا مطلوب حامد حبیب خدا
اس پہ تن من دھن دیجئے سب کچھ لٹا
جس نے پایا انہیں دو جہاں پاگیا
ان کے اخلاق و سیرت ہیں "قرآں مبیں"

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

۷ ستمبر وہ تاریخی دن ہے جس دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کامیاب ہوئی

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی تاریخ کا وہ اہم دن ہے، جس کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن پاکستان کے علماء کرام، مشائخ عظام، عوام الناس اور وہ لوگ جو تحریک ختم نبوت میں شامل تھے ان کو اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کو اس دن کے تاریخی فیصلے کی برکت سے، نبی آخر الزمان محمد ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ۷ ستمبر وہ تاریخی دن ہے، جس دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی ۹۰ سالہ جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کی ختم نبوت زندہ باد نعروں کی پاداش میں دی گئی قربانیاں رنگ لائیں اور اسمبلی نے متفقہ فیصلہ دیا کہ۔

"قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں، اس لئے آئندہ اس گروہ کو غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں شامل کیا جائے اور حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے یا مجدد ماننے یا اس کو مصلح ماننے والوں کو غیر مسلم کافر سمجھا جائے اور ان کے ساتھ غیر مسلموں کا معاملہ کیا جائے۔"

اس تاریخی فیصلے کو آج بیس سال ہو چکے ہیں اور اب ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء گزر چکا ہے۔ یہ فیصلہ کیسے ہوا۔ کیا کیا قربانیاں دی گئیں۔ آخری لمحات تک فیصلے کو روکنے کے لئے کیا کیا اقدامات کئے گئے۔ تاریخی فیصلہ صادر کرانے میں کن کن لوگوں نے کس کس طرح کردار ادا کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر رہنمایان ملت کس طرح کفن سر سے باندھ کر اپنے آپ کو گرفتاری، پھانسی اور اتفاقی شہادت کے لئے تیار کر کے بیٹھ گئے اور کس طرح اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا۔ یہ ایک داستان ہے اور مولفین و مصنفین نے اس پر خوب قلم اٹھایا ہے لیکن آج کے اداریہ کا یہ موضوع نہیں۔ بہرحال ۷ ستمبر ۷۴ء کو تاریخی فیصلہ ہوگیا۔ قوم نے سکھ کا سانس لیا۔ قادیانی گروہ ایک حد تک قابو میں آگیا۔ لیکن اس قانون کے بعد کارروائی کیا ہوئی؟ بھٹو حکومت نے قانون سازی کیوں نہیں کی؟ اور قادیانی گروہ اس قانون کے بعد کیوں مصروف عمل رہا؟ اور اس کی تبلیغی سرگرمیاں کیوں جاری رہیں؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے یہ فیصلہ تو کردیا لیکن فیصلہ دل سے نہیں کیا تھا۔ قوم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے دباؤ کے تحت کیا تھا۔ بھٹو دور گزر گیا اور حالات اسی طرح چلتے رہے۔ فوری طور پر تحریک چلنے کا امکان نہیں تھا۔ ۷۷ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کا مارشل لاء آگیا۔ تمام سیاسی اور مذہبی تحریکوں پر ایک طرح پابندی لگ گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کے خلاف آواز کو بلند رکھا۔ آخر کار ۸۴ء میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت تحریک کا آغاز ہوا، جس کے نتیجے میں اپریل ۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ ایک حد تک اطمینان ہوا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کی ایک حد تک تنفیذ ہوئی۔ موجودہ خلیفہ مرزا طاہر ربوہ سے لندن فرار ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لندن تعاقب کیا۔ پاکستان میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف ایک قانون ہاتھ میں آگیا۔ ربوہ کے سالانہ جلسہ پر پابندی ہوئی۔ مساجد کی شکل میں قادیانیوں کی عبادت گاہیں بننا رک گئیں۔ الفضل پر پابندی عائد ہوئی۔ قادیانیوں کو عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ لگانے کی پاداش میں سزائیں ہوئیں۔ الغرض قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی کا کچھ نہ کچھ سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن جس انداز سے اس گروہ کی نگرانی ہونی چاہئے تھی اور حکومتی سطح پر جس طرح ان کا تعاقب کیا جانا چاہئے تھا نہیں ہوا بلکہ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسران سابقہ انداز میں اپنے مذہب کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ خصوصاً موجودہ دور میں جب سے پاکستان پر غیر شرعی حکمران کی حکومت قائم ہوئی ہے اور عورت بحیثیت وزیر اعظم عہدہ پر فائز ہوئی ہے، پاکستان کی حالت دینی اعتبار سے دگرگوں ہونی شروع ہوئی ہے۔ اگرچہ وزیر اعظم صاحبہ اور ان کی پارٹی کا رویہ اپنے سابقہ دور حکومت کی نسبت اسلام کے بارے میں محتاط ہے، اس میں بھی حلیف جماعتوں کے ردعمل کا خطرہ پیش نظر ہے۔ اس دور حکومت میں قادیانیوں کی سرگرمیاں ایک بار پھر سے جارحانہ انداز میں شروع ہوئی ہیں اور گزشتہ جولائی ۹۳ء میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے وقت مرزا طاہر نے اسی طرف اشارہ کیا تھا کہ اب پاکستان میں قادیانیوں کو آزادی ملنے والی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے خلاف تاریخی فیصلہ صادر کیا اور قادیانیوں کے سربراہ کو منہ کی کھانی پڑی لیکن اس فیصلے کے باوجود موجودہ حکومت میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیاں دوبارہ سے تیز ہوگئی ہیں۔ گزشتہ دنوں سندھ سے تشویش ناک اطلاعات موصول ہوئیں اور بدین کے علاقہ میں

بریگیڈیئر اصغر علی کی سرپرستی میں لوگوں کو قادیانی بنانے کی کوشش کی گئی۔ ڈش انٹینا کے ذریعہ کھلے عام مرزا طاہر کی تقاریر سنائی گئیں۔ سالانہ اجتماع سندھ کی صدارت بریگیڈیئر نے..... جو بدین کے کور کمانڈر تھے..... خود کی۔ لاڑکانہ کے قریب کے علاقوں میں قادیانیت نے پاؤں جمانا شروع کئے۔ اس صورتحال کی طرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سنجیدگی سے توجہ دی۔ بریگیڈیئر کا تبادلہ کرایا گیا۔ بدین اور وارہ لاڑکانہ میں دو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی گئیں' جن میں سندھ کے ممتاز علماء کرام نے خطاب کیا۔ کانفرنسوں میں فیصلہ کیا گیا کہ سندھ کے تمام دیہاتوں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز قائم کئے جائیں گے اور گاؤں گاؤں قادیانیت کا تعاقب کیا جائے گا۔ ادھر فیصل آباد سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد صاحب نے ایک خط کے ذریعہ مرکز کو اطلاع دی کہ فیصل آباد اور ربوہ میں کالجوں میں متعین قادیانی لیکچرار کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ محلہ مصطفیٰ آباد میں قادیانی کھلے عام گھروں میں قادیانیت کا لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں اور انہوں نے محلہ مصطفیٰ آباد میں ایک جگہ اپنی آبادی قائم کرلی ہے اور مسلمانوں کو اجتماعی طور پر تنگ اور ہراساں کرنے اور ڈش انٹینا کے ذریعہ مسلمانوں کی نشریات جام کرکے مرزا طاہر کی تقریر نشر کی جاتی ہے۔ یہ اطلاعات چونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار فرد کی ہے اور انہوں نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو بھی اس سلسلے میں مطلع کیا ہے' اس لئے اس میں کوئی بات غلط نہیں اور یہ بہت ہی تشویش ناک بات ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس گروہ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے یا غیر ملکی بڑی طاقتوں کی طرف سے ان کو حمایت کی یقین دہانی کرائی گئی ہے تب ہی وہ اتنا جرات مندانہ اقدام کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے۔

ہم صدر پاکستان جناب لغاری صاحب کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی حیثیت ملک کی سب سے بڑی مقتدر ہستی کی ہے اور وہ وفاق پاکستان کی علامت ہیں اور ملک کی بقاء و سلامتی کی ذمہ داری ان کے کندھوں پر ہے۔ صدر پاکستان کے عہدہ کی بناء پر ان کی حیثیت پارٹی کے رکن کی نہیں۔ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے خطرات کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ اس وقت ملک میں بہت مشکل سے استحکام پیدا ہوا ہے۔ قادیانی ملک اور ملت دونوں کے دشمن ہیں۔ جو گروہ نبی اکرم ﷺ کا وفادار نہیں وہ ملک کا کس طرح وفادار ہو سکتا ہے۔ محترمہ وزیراعظم صاحبہ کی خدمت میں بھی اطلاعاً عرض ہے کہ ان کے والد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت ختم ہونے کے بعد قادیانی گروہ یہ دعویٰ کرتا رہا کہ ۷ ستمبر ۷۴ء کی آئینی ترمیم کرنے کے جرم میں قادیانیوں نے بھٹو حکومت کو ختم کردیا ہے اور مقدمہ قتل میں پھانسی پانے پر قادیانیوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں اور کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے جرم کی سزا عبرت ناک پھانسی کی شکل میں مل گئی۔ اپنے والد محترم کے اس قدر صاف دشمنوں کے ساتھ دوستی کرکے وزیراعظم صاحبہ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اپنا اقتدار بچالیں گی اور والد مرحوم کا مشن پورا کریں گی تو یہ ان کی بہت بڑی بھول ہوگی۔

قادیانی ہر اس شخص کا دشمن ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم نہیں کرتا۔ ان کی مثال یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو متوجہ فرمایا تھا۔

" تم سے یہودی اور عیسائی اس وقت تک خوش نہیں ہوں گے' جب تک تم ان کی ملت اور دین کی اتباع نہ کرلو۔"

قادیانی گروہ مسلمانوں کو کافر' دائرۂ اسلام سے خارج' خنزیر اور کنجریوں کی اولاد کے القاب سے نوازتے ہیں۔ ان کی ایک خواہش ہے کہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنالیں۔ انشاء اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اس وقت تک ناکام بناتے رہیں گے جب تک ایک کارکن کی بھی جان باقی ہے۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یہ نہیں چاہتی کہ ملک کا استحکام خراب ہو' امن و امان کی صورتحال خراب ہو' دشمنوں کو پاکستان پر جگ ہنسائی کا موقع ملے۔ قادیانیوں کو پروپیگنڈہ کا جواز ملے۔

لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ گواہ ہے کہ اس نے قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ اس لئے صدر پاکستان جناب لغاری صاحب سے ہم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کا موثر استعمال کیا جائے۔ قادیانیت کی تبلیغ کرنے والے ہر ڈش انٹینا پر پابندی عائد کی جائے۔ اگر قادیانی آئین کی پابندی قبول کرلیں تو ان کو غیر مسلموں کے حقوق دیئے جائیں' بصورت دیگر ان کے ساتھ غدار قادیانیوں کا معاملہ کیا جائے۔ ان کے خلاف اسلام اور پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرنے کے جرم میں سپریم کورٹ میں ریفرنس داخل کیا جائے اور ان کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ حکومت نے ان معاملات کو سنجیدگی سے نہیں لیا تو حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

بہبود آبادی کانفرنس۔ مسلمانوں کے خلاف ایک گھناؤنی سازش

اس کانفرنس کی سفارشات عورت کو قابل احترام ہستی سے نکال کر ہوٹلوں' بازاروں اور دفتروں کی زینت بنانے پر مشتمل ہے

یورپ اور امریکہ ایک طرف ٹیکنالوجی میں جہاں بلند ترین مقام پر پہنچ چکے ہیں' وہاں اخلاقی اقدار اور معاشرتی طور پر مکمل طور پر تباہی میں ڈوب چکے ہیں' اس معاشرتی تباہی نے ان کا چین و اطمینان لوٹ لیا ہے۔ دنیاوی راحت کی تمام آسائشیں ہونے کے باوجود خواب آور گولیوں کے بغیر ان کو نیند نہیں آتی اور دوائیوں کے بغیر ان کی زندگی کا روزمرہ کا معمول پورا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف وہ دیکھتے ہیں کہ مسلمان ممالک غربت' افلاس' تنگ دستی اور ٹیکنالوجی میں صفر اور جدید سہولتوں سے عاری ہونے کے باوجود ایک بہترین معاشرتی زندگی گزار رہے ہیں' ان کو اطمینان و سکون نصیب ہے' بیماری اور امراض سے وہ کوسوں دور ہیں۔ نہ ان کو خواب آور ادویہ اور نہ ہی ذہنی دباؤ سے بچنے کے لئے گولیوں کی ضرورت ہے تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں۔ ان کی اسلام دشمنی میں اس قدر اضافہ ہوجاتا ہے کہ وہ سوچتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے ایٹم بم' ہائیڈروجن بم' میزائل اور پتہ نہیں کیا کیا ایجاد کرلئے' صلیبی جنگوں سے لے کر آج تک ہم نے کوئی ایسا حربہ اور طریقہ نہیں چھوڑا' ترغیب اور ترھیب کے تمام پہلو اختیار کرلئے

لیکن مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکے۔ مسلمانوں کو غلام بنانے کے باوجود ان کے دلوں سے ایمان کی روشنی کو اندھیرے میں نہیں بدل سکے۔ روس کے اسی (۸۰) سالہ ظلم و ستم کے باوجود ایمان کی شمع مسلمانوں میں روشن رہی۔ افریقہ ' امریکہ ' یورپ میں بوسنیا ' اسپین ' فرانس کے الجزائری مسلمان باشندوں کے دلوں سے تمام تر اقدامات کے باوجود ایمان کی حرارت ختم نہ کی جاسکی اور جب بھی ذرا موقع ملا ' مسلمانوں نے ایمانی غیرت و حمیت کا مظاہرہ دکھادیا۔ بوسنیا کے مسلمانوں کی اگر ظاہری شکل و صورت دیکھیں تو یورپی قوموں میں اور ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اعمال کے اعتبار سے دیکھیں تو وہ مسلمان کلمہ طیبہ کے علاوہ کسی اسلامی تعلیم سے آشنا نہیں لیکن جذبہ جہاد ہے کہ ان کو چین نہیں لینے دیتا۔ شہادت کا جام نوش کر رہے ہیں اور اپنے مسلمان ہونے کا ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں حالانکہ اس اعلان کی وجہ سے وہ اپنی یورپی اقوام اور امریکہ کی حمایت سے محروم ہو کر ان کی دشمنی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اسی سوچ نے امریکہ کو مجبور کیا کہ وہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوئی اور سازش تیار کرے۔ اس وقت امریکہ اور یورپ کی مثال اس کبڑے کی سی ہے جس سے پوچھا گیا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ تو ٹھیک ہو جائے یا ساری دنیا تیری طرح کبڑی ہو جائے تو اس نے جواب میں کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کبڑی ہو جائے۔ پوچھا گیا کیوں۔ کہنے لگا جب سب کبڑے ہو جائیں گے تو میں ان پر ہنسوں گا۔ اور اس طرح اپنے پر ہنسنے کا بدلہ لوں گا۔ امریکہ اور یورپ آج معاشرتی طور پر جس تباہی کا شکار ہیں ' اس میں مسلمانوں کا کوئی ہاتھ نہیں بلکہ کلیسا کے خلاف جنگ اور بیزاری نے ان کو مذہب سے بیزار اور بیگانہ کر دیا اور انہوں نے مذہب کو انفرادی معاملہ قرار دے کر اپنے آپ کو مذہب سے آزاد کرالیا۔ جس کے نتیجے میں ان کی زندگی اخلاقیات سے عاری ہو گئی۔ معاشرتی نظام تباہ و برباد ہو گیا۔ عورت کی عزت و عصمت کو بر سر عام ختم کر دیا گیا۔ آج وہاں کا معاشرہ سسک رہا ہے۔ اب امریکہ اور یورپ اس کبڑے کی طرح بجائے اس کے کہ اپنے معاشرہ کی اصلاح کے لئے کچھ تجاویز سوچیں ' اپنی نسل کے بچاؤ کی کچھ تدابیر کریں اور اپنی قوم کے لئے اطمینان و سکون کا ماحول تیار کریں وہ پوری دنیا کو اس غیر مہذب اور بے حجابانہ معاشرہ میں ڈھالنے میں کوشاں ہیں اور اس پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ مسلم معاشرہ کو بگاڑنے کے لئے اقوام متحدہ ' عالمی بینک اور دیگر امداد دینے والے عالمی اداروں کی امداد لی جارہی ہے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

بہبود آبادی کانفرنس جس کا آغاز ۵ ر ستمبر کو مسلمانوں کے تاریخی شہر قاہرہ میں ہوا اور ۱۱ر ستمبر تک یہ کانفرنس جاری رہے گی ابھی تک کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی رپورٹ آئی ہے جو ظاہر ہے صرف تقاریر کی حد تک محدود ہے۔ اس کانفرنس کے لئے جو ایجنڈا تیار کیا گیا اس کا تجزیہ عالم اسلام کے بہت سے علماء کرام اور پاکستان کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی نے کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ کانفرنس مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی سازش ہے اور مسلمانوں کو معاشرتی طور پر تباہ کرنے کا ایک موثر ہتھیار تیار کیا جارہا ہے اور کانفرنس کو قاہرہ میں منعقد کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ عالم اسلام کو باور کرانے میں آسانی رہے۔ پاکستانی حکومت کے تین وفود شریک ہوئے ہیں حالانکہ سعودی عرب ' سوڈان ' عراق وغیرہ نے بائیکاٹ کیا بلکہ سعودی عرب کے علماء کرام کا فتویٰ بھی صادر ہوا کہ مسلم امت کے لئے اس کانفرنس میں شرکت حرام ہے۔

اس کانفرنس کے اہم مقاصد میں عورت کو پردے سے آزاد کرانا ہے ' جو آج کی اصطلاح میں مرد و عورت کی مساوات کے اعلان کے ضمن میں پیش کیا جاتا ہے اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ حجاب کی وجہ سے دنیا کی نصف آبادی معطل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ اسلام نے مرد و عورت کے لئے الگ الگ میدان عمل متعین کئے ہیں۔ عورت اس کی نظر میں مرد کا کھلونا نہیں ' نسل انسانی کی مربی ہے۔ قومیں ماؤں کی گود میں پلتی ہیں۔ عورت کے اسی مقام بلند کی بناء پر اسلام حجاب کے ذریعہ اس کے تقدس و احترام و وقار کا تحفظ کرتا ہے اور عورتوں کو معاشرہ کا ایسا حصہ قرار دیتا ہے جو نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری سنبھالتی ہے اور گھر کو جنت نظیر بناتی ہے تاکہ نئی نسل مستقبل میں اپنا کردار صحیح ادا کرے۔

کانفرنس کا دوسرا مقصد جنسی انارکی پھیلانا ہے۔ اس سلسلے میں اس کی اہم سفارش ہے کہ جنس (Sex) کی تعلیم بچوں کو ابتدائی عمر سے دی جائے اور بچوں کے بالغ ہوتے ہی جنسی عملی تربیت کے مواقع فراہم کئے جائیں اور شادی کی عمر بڑھادی جائے۔ یہ سفارش نسل انسانی کی پاکیزگی کو جڑ سے اکھاڑنے کے مترادف ہے۔ ایک طرف جنسی تعلیم دے کر نوخیز بچوں کے ذہنوں کو آلودہ کر دیا جائے۔ پھر ان کو عملی تربیت کے مواقع فراہم کئے جائیں اور دوسری طرف شادی پر پابندی لگادی جائے تو سوائے زناکاری عام ہونے کے اس کا نتیجہ اور کیا نکلے گا۔ کیا اس طرح نسل انسانی تیزی سے تباہی کی طرف نہیں جائے گی؟

تیسری اہم شق میں اسقاط حمل کو قانونی حیثیت دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ اس شق کی سب سے عجیب بات یہ ہے کہ جائز اولاد کے لئے محدود کرنے اور مانع حمل ذرائع استعمال کرنے کا پابند بنایا جارہا ہے جبکہ حرام کاری کی کھلی اجازت اور اس حرام کاری سے جو حمل ٹھہر جائے اس سلسلے میں سفارش کی جارہی ہے کہ ایسی حاملہ عورت کو معاشرہ میں رہنے کی سہولتیں فراہم کی جائیں اور اس کو عیب تصور نہ کیا جائے اور خاندان کو اس کے تحفظ کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔

یہ تو سفارشات کی ایک معمولی جھلک ہے ورنہ اس کانفرنس کی سفارشات جو ایک سو بیس صفحات پر مشتمل ہیں پوری کی پوری اسلام دشمنی اور مسلم پاکیزہ معاشرہ کو ناپاک بنانے ' خاندانی نظام کو ختم کرنے ' عورت کو نکاح کے بندھن سے آزاد کرنے ' ماں بیٹی بہن بیوی جیسے مقدس اور محترم رشتوں کو ختم کرنے ' عورت کو قابل احترام ہستی سے نکال کر ہوٹلوں ' بازاروں ' دفتروں کی زینت بنانے پر مشتمل ہیں۔ اور پھر بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ان سفارشات کی منظوری اکثریتی فیصلوں کی روشنی میں کی جائے گی اور اقوام متحدہ میں جس طرح مسلمانوں کے حق میں پیش کی جانے والی قراردادیں اکثریت نہ ہونے کی بناء پر مسترد ہوتی رہتی ہیں ' اسی طرح اس کانفرنس میں آخری مرحلے میں چند معمولی ترامیم کر کے ان سفارشات کو منظور کرالیا جائے گا اور پھر عالمی بینک کی امداد کے بل بوتے پر مسلمان ملکوں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ان سفارشات کو قبول کریں ' ورنہ ان کی امداد بند کر دی جائے گی اور جس طرح مسلمان ممالک اقوام متحدہ کی ناجائز قراردادیں اسی لئے منظور کرتے ہیں ' اس طرح اس کانفرنس کی سفارشات قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ پاکستان کے تین وفود ہیں ' سب سے اہم وفد وزیر اعظم صاحبہ کا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ نے پہلے دن لکھی ہوئی تقریر فرمائی ' جس میں اگرچہ خاندانی نظام اور اسقاط حمل کے معاملے کو تو مسترد کر دیا لیکن مسلمان ملکوں میں بنیاد پرستی پھیلنے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ سے سوال کیا جائے گا کہ یہ بنیاد پرستی کیا ہے ' اور اس کانفرنس میں اس کے تذکرہ کی کیا ضرورت تھی۔ واضح بات ہے کہ وزیر اعظم صاحبہ یہ الفاظ ادا کر کے کانفرنس کے شرکاء اور امریکہ کو یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ وہ امریکہ کو ہر قیمت پر خوش رکھنے کی کوشش کریں گی اور امریکہ پر واضح کرنا چاہتی

ہیں کہ وہ ان کی تجاویز کو قبول کرنے میں اسلام کو رکاوٹ بننے نہیں دیں گی۔ دوسرے وفد کے اہم رکن وزیر اقلیتی امور جناب جے سالک صاحب نے کانفرنس کو اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کا نظام مکمل کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ہمارے وفود کانفرنس کو یقین دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ ان کے معاونین ہیں' لیکن ہمارے وفود کو غالباً اس بات کا علم نہیں یا ان کے ذہنوں سے یہ بات نکل چکی ہے کہ پاکستان کے مسلمان الحمدللہ مسلمان ہیں اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ان کو کسی حکومت کی سرپرستی کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے انگریزی دور استبداد میں اسلام پر عمل کیا اور تمام دنیاوی راحتوں کو لات مار دی۔ اب بھی وہ علماء کرام کی راہنمائی میں اسلام پر اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے رہیں گے اور ایسی ہزاروں کانفرنسوں کی سفارشات بھی اسلام کی راہ سے دور نہیں کر سکتیں۔ عالمی بینک امداد کرے یا نہ کرے' امت مسلمہ اسلامی اصولوں پر سودے بازی نہیں کرے گی۔

میرے مشفق امیر حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر۔ ابو عمار زاہد الراشدی مدظلہ

وہ جہاں جاتے نفاذ اسلام اور تحفظ ختم نبوت کے لئے علماء اور کارکنوں کو ابھارتے

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۹۵ برس کے لگ بھگ تھی اور وہ ۱۹۶۲ء سے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر چلے آرہے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ جنہیں پاکستان کے دینی و علمی حلقوں میں حضرت درخواستیؒ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے عالم اسلام کی ممتاز علمی شخصیات میں شمار ہوتے تھے اور جناب رسول اکرم ﷺ کی احادیث کے ساتھ بے پناہ شغف اور بے شمار احادیث زبانی یاد ہونے کے باعث انہیں حافظ الحدیث کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ ان کا تعلق ضلع رحیم یار خان کی بستی "درخواست" سے تھا جس کے باعث وہ درخواستی کہلاتے تھے۔ انہوں نے دینی تعلیم اپنے گاؤں میں اور بعد میں دین پور شریف میں حاصل کی جو اپنے وقت کے ولی کامل اور مجاہد تحریک آزادی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کا مرکز تھا اور اب بھی ان کا خاندان اس روحانی مرکز کو آباد رکھے ہوئے ہے۔ حال ہی میں جرمن وزارت خارجہ کے ایک سابق ڈپٹی سیکرٹری نے اپنی یادداشتوں میں اس تحریک آزادی کا ذکر کیا ہے جو شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے منظم کی تھی اور جس کے تحت جرمن' ترک اور افغان حکومتوں نے مل کر برطانوی استعمار سے برصغیر پاک و ہند سے آزادی کے لئے مجاہدین آزادی کی عملی امداد کا اہتمام کرنا تھا لیکن قبل از وقت منصوبے کے انکشاف کے باعث یہ تحریک ناکامی سے دوچار ہو گئی تھی۔ دین پور شریف اس تحریک کے اہم مراکز میں سے تھا اور حضرت خلیفہ غلام محمدؒ کو تحریک کے راہنماؤں میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ بھی اس تحریک کے کارکنوں میں سے تھے اور کبھی کبھی اس دور کے واقعات مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ یہ ان کا طالب علمی کا دور تھا لیکن اپنے شیخ و مربی حضرت خلیفہ غلام محمدؒ کے حوالہ سے تحریک آزادی کے کاموں میں وہ بھی شریک رہتے تھے۔ وہ بنیادی طور پر تعلیم و تربیت کے میدان کے بزرگ تھے۔ انہوں نے ساری زندگی قرآن کریم اور حدیث رسولؐ کا درس دیا اور لاکھوں تشنگان علوم کو علوم نبوت سے سیراب کیا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت اور ذکر اللہ کی تلقین ان کا خصوصی ذوق تھا اور بڑے بڑے علماء اور مشائخ ان کی روحانی مجالس میں بیٹھنے کو سعادت سمجھتے تھے۔ میں نے سب سے پہلے انہیں ۱۹۶۰ء میں دیکھا جب وہ میرے حفظ قرآن کریم کی تکمیل پر ہمارے قصبہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں تشریف لائے اور میرا آخری سبق سننے کے ساتھ ساتھ ختم قرآن کریم کی تقریب سے ایمان افروز خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد ان سے مسلسل رابطہ رہا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات کی حیثیت سے ان کے ساتھ خلوت و جلوت اور سفر و حضر میں سالہا سال کی رفاقت نصیب رہی اور میں اسے اپنے لئے توشہ آخرت سمجھتا ہوں کہ جماعتی' دینی و سیاسی معاملات میں آخر وقت تک مجھے ان کا اعتماد اور شفقت حاصل رہی۔ حضرت درخواستیؒ کو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی وفات کے بعد علماء کرام نے اپنی امارت کے لئے منتخب کیا اور وہ نظام العلماء پاکستان کے امیر چنے گئے' جو ایوب خان مرحوم کے مارشل لاء کے دور میں سیاسی جماعتوں پر پابندی کے باعث جمعیت علماء اسلام کی جگہ مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے قائم کی گئی تھی اور پھر ۱۹۶۲ء میں مارشل لاء کے خاتمہ کے بعد سیاسی جماعت کے طور پر جمعیت علماء اسلام کی بحالی پر وہ اس کے امیر چنے گئے ان کی امارت میں کام کرنے والوں میں مولانا مفتی محمودؒ' مولانا عبدالحقؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا عبید اللہ انورؒ' مولانا سید گل بادشاہؒ' مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ اور مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئیؒ جیسے اکابر علماء شامل رہے ہیں جو مجالس میں ان کے سامنے دو زانو بیٹھتے اور ان سے راہنمائی کے طالب ہوتے۔ ۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے ایک طبقہ کی طرف سے تجویز آئی کہ حضرت درخواستیؒ کی علالت اور ضعف کے باعث انہیں جمعیت کا سرپرست بنا دیا جائے اور مولانا مفتی محمودؒ کو امیر منتخب کیا جائے۔ شیرانوالہ لاہور میں جمعیت کی جنرل کونسل کے کھلے اجلاس میں مولانا مفتی محمودؒ نے اس تجویز کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ حضرت درخواستیؒ کی موجودگی میں ہم کسی اور کی امارت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ بات مولانا درخواستیؒ کی بزرگی اور راہنمائی پر اپنے دور کے اہل علم کے بھرپور اعتماد کا مظہر تھی اور ان کے علم و فضل کا اعتراف تھی۔ شدید علالت اور ضعف کے آخری چند سالوں کو چھوڑ کر حضرت درخواستیؒ پورا سال ملک بھر میں متحرک رہتے تھے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا ہو جہاں انہوں نے بار بار علماء کے اجلاسوں اور پبلک اجتماعات سے خطاب نہ کیا ہو۔ وہ جہاں جاتے نفاذ اسلام اور تحفظ ختم نبوت کے لئے علماء اور کارکنوں کو ابھارتے۔ ان سے کام کرنے کا عہد لیتے' نمایاں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کی دستار بندی کراتے اور دینی مدارس و مکاتب کے قیام کی طرف لوگوں کو توجہ دلاتے تھے۔ وہ ایک ایک دن میں دس دس اجتماعات سے خطاب کرتے اور اس طرح مسلسل سفر میں رہتے تھے کہ میرے جیسا نوجوان کارکن بھی چند دن سے زیادہ ان کا ساتھ نہیں دے پاتا تھا۔ ان کی زندگی کا مشن پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ' عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قریہ قریہ دینی مدارس کا قیام تھا اور وہ جہاں جاتے اور جس مجلس میں ہوتے ان کی گفتگو انہی مقاصد کے حوالہ سے ہوتی تھی۔ ان کا خطاب معروف معنوں میں سیاسی نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی مربوط گفتگو کا مزاج تھا لیکن روحانی اور علمی شخصیت کا کمال یہ تھا کہ لوگ گھنٹوں بیٹھے ان کی غیر مربوط گفتگو کی چاشنی سے محظوظ ہوتے رہتے۔ بسا اوقات ساری ساری رات گزر جاتی اور

باقی ص ۲۶ پر

تحریر۔ خوشی محمد انصاری
انچارج شعبہ کمپیوٹر ختم نبوت کراچی

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کا سانحہ ارتحال

آپ ان لوگوں میں سے ایک تھے کہ جن کے دم سے جذبے جواں اور تحریکیں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی

زندگی مجموعہ غم ہائے فراق ہے۔ اس میں بہت سے واقعات اور حادثات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ لوگ ملتے اور بچھڑتے رہتے ہیں۔ وقت کا پہیہ صدیوں سے محو گردش ہے۔ قافلہ آدم یونہی رواں دواں ہے۔ احترام اور چاہت کے وسیع و عریض آسمان پر جب نظر پڑتی ہے تو اژدحام نجوم میں چمکتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ستاروں پر ایک درخشاں ستارہ بھی نظر آتا ہے جس کے لئے میں یوں کہوں گا کہ۔

میں تیرا نام نہ لوں پھر بھی لوگ پہچانیں

جی ہاں! یہ تھے ہمارے عظیم قائد مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحبؒ۔ یہ وہ درخشاں ستارہ تھے جس میں خلوص کی روشنی بھی تھی اور محبت کی چمک بھی۔ جن کی پیشانی سے ہی قائدانہ وقار جھلکتا تھا۔ جن کے اردگرد مفاد پرست اور منافقوں کی سیاہ رات نہیں بلکہ جاں نثار اور وفا شعار عقیدت مندوں کا ہالہ تھا۔ کچھ لوگ تاریخ ساز اور عہد ساز ہوتے ہیں۔ جو اپنی گوناگوں خوبیوں اور خدمات کی بناء پر دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ جو اپنے وسیع و عریض اور دقیع علم کے ذریعے دوسروں کے لئے راہیں متعین کرتے ہیں۔ جو اپنی فکر کی سلامتی پر اعتماد رکھتے ہوئے بلند حوصلگی اور مستقل مزاجی سے ایسے کام کرجاتے ہیں جو ہمارے لئے نشان منزل اور مشعل راہ ہوتے ہیں۔ انہیں میر کارواں کہیں، جان کہیں یا جان محفل کہیں، چراغ کہیں یا چراغ انجمن کہیں، شمع کہیں یا شمع محبت کہیں، وہ ہر چمن میں گلاب کے پھول کی طرح کھلتے نظر آتے ہیں۔

متقدر عالم دین، حافظ القرآن و الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات نے ہمارے ذہنوں پر ایسے گہرے اور انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں کہ انہیں مہ و سال کی گردش بھی نہ دھندلا سکے گی۔ آپؒ کی موت سے کبھی نہ پر ہونے والا ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ آپ ایک بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ ہر سطح پر سرگرم عمل رہنا ہی آپؒ کا مطمع نظر تھا۔ نامساعد حالات میں بھی آپ نے کبھی ہمت نہ ہاری بلکہ دوسروں کو حوصلہ بخشا آپ کو اپنے کام اور اپنے مشن میں شاہین صفت عزم کا مظہر پایا۔ لوگوں کے کام آنا اور دوسروں سے محبت کرنا قدرت نے شاید آپ کی فطرت میں لکھ دیا تھا۔ آپ کی شخصیت واقعی سحر انگیز تھی کہ ہر شخص آپ کو فخر، عقیدت اور عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپ نے سونی دھرتی کے ہزاروں باسیوں کو قرآن و حدیث کے نور سے منور کیا اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور یہی وجہ ہے ہر مسلمان کے دل میں آپ کا ایک مقام تھا، ایک عزت تھی، ایک احترام تھا۔ اور اسی لئے آج ہر شخص آپ کی یاد کو سینے سے لگائے پھرتا ہے اور آپ کی جدائی میں آنسو بہا رہا ہے۔

آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہوں
یادوں کے بجھے ہوئے سویرے
روداد سفر نہ چھیڑ خوشی
پھر اشک نہ تھم سکیں گے میرے

بے شک انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ ہر نفس کو ایک نہ ایک دن موت کا مزا چکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے پیارے بندوں کو بہت جلد اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ حضرت درخواستی بھی اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں سے تھے۔ ہمیں بھی ان سے پیار تھا اور رہے گا۔ ان کی یادوں سے، ان کی سحر انگیز شخصیت سے، ان کے کردار سے، ان کے حوصلوں سے، ان کی ہمتوں سے، ان کے کاموں سے، ان کے مشن سے اور ان کے ساتھ گزارے ہوئے ایک ایک لمحہ سے۔ یہ ٹھیک ہے کہ دنیا فانی ہے اور اس فانی دنیا میں لوگ آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ گلزار حیات میں نئے آنے والے جانے والوں کی جگہ لے لیتے ہیں۔ لیکن بعض جانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو نمی بن کر ہمیشہ آنکھوں میں موجود رہتے ہیں۔

وہ اشک بن کر مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ جیسے عظیم انسان روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ مادر گیتی ان کو روز روز جنم نہیں دیتی۔ ایسی شخصیات کے لئے مدتوں منتظر رہنا پڑتا ہے۔ زندگی سالہا سال دیر و حرم کا طواف کرتی ہے۔ تب کہیں جا کر ایسا انسان وجود میں آتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسا انسان صرف عزت و استقلال کے معیار پر ہی پورا نہیں اترتا بلکہ اس تاریخ ساز شخصیت کو دیکھ کر خود عظمت کا معیار قائم ہوتا ہے۔ آپ نے اتحاد اور یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کی حفاظت کے لئے جو خدمات سرانجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے سچی اور والہانہ محبت تھی۔ اللہ کے دین کی خدمت کرنے والے گو دنیا سے اٹھا لئے جاتے ہیں مگر حقیقت میں اپنے کارناموں اور خدمات کی بناء پر زندہ رہتے ہیں۔ ضرورت جذبوں میں سچائی کی ہے کہ سچے جذبے کبھی فنا نہیں ہوا کرتے بلکہ روح کی معراج کا باعث بنتے ہیں۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کے دم سے جذبے جواں اور تحریکیں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی۔ آپ سچے اور ایماندار مسلمان کی صحیح شناخت اور منزل کا نشان ہیں۔ آپ کی پوری زندگی روشنی کا مینار تھی جو ہمیں پیغام وفا دے رہی ہے کہ اٹھو اور کمربستہ ہو جاؤ کہ علم کی جو شمعیں انہوں نے روشن کی ہیں ان کو جلا بخشو۔ آپ نے علم کی جو شمعیں روشن کی ہیں، ان کی چمک دمک ہمیشہ باقی رہے گی اور انشاء اللہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تابانی میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا اور عزم کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک کر یہ ثابت کرتا رہے گا کہ حضرت کا قافلہ رکا نہیں، تھما نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ہمیں آپ کے دیئے ہوئے درس کو آگے بڑھانے کی توفیق کامل عطا فرمائے (آمین)۔

قسط نمبر ۱

علم دین اور تعلیم نسواں

گھر کے سادہ و پاکیزہ ماحول کی باپردہ زندگی اب قید محسوس ہونے لگی ہے

غلط فہمی یا مغالطہ انگیزی

قرآن و حدیث میں جسے علم کہا گیا ہے اور جس کی فضیلت و بزرگی بطور خاص بیان کی گئی ہے اس سے مراد علم دین ہے جو بلا شرکت غیرے اہل ایمان کا حصہ ہے اور معرفت حق جس کا ثمرہ و نتیجہ ہے نہ کہ یہ دنیوی فنون اور سائنسی تحقیقات جن میں مسلم و غیر مسلم برابر کے شریک ہیں مگر آج کے اس دور جدید کی غلط فہمی یا مغالطہ انگیزی ملاحظہ ہو کہ دنیوی علوم و فنون کے اداروں جہاں مادہ اور اس سے متعلق تحقیقات' فنی و سائنسی تجربات' صنعت و حرفت' مشینری اور جدید ٹیکنالوجی وغیرہ کے متعلق پڑھایا جاتا ہے' وہاں علم دین کی بابت وارد شدہ آیات و احادیث مثلاً قل رب زدنی علما..... الآیۃ' طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم...الحدیث وغیرہ کے کتبے لگے نظر آتے ہیں تاکہ یہ باور کرایا جاسکے کہ یہاں ان اداروں (کالجوں' یونیورسٹیوں وغیرہ) میں جو کچھ سیکھا سکھایا جاتا ہے ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ ﷺ کا معنی مصداق بھی انہی چیزوں کا سیکھنا سکھانا ہے۔ اگر یہ فہم عجیب اور تحقیق جدید درست قرار دی جائے تو سب سے پہلے (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ پر اور پھر حضرات صحابہؓ اور امت کے مفسرینؒ و محدثینؒ پر یہ الزام عائد ہوگا کہ علم کے بارے میں وارد شدہ ان آیات و احادیث کا صحیح معنی و مفہوم انہوں نے نہ خود سمجھا اور نہ ہی اصل حقیقت کی طرف آج تک کسی کو رسائی ہوئی' ہاں چودہ صدیاں بعد سائنسی و مشینی دور کے جدید محققین نے ان آیات و احادیث کے اصل معنی و مصداق کو پایا۔

اگر دینی علوم کا مصداق یہ سائنس' میڈیکل' ٹیکنیکل' انجینئرنگ وغیرہ ہی ہے تو ان علوم و فنون کے جاننے والے کو یہ لوگ عالم کیوں نہیں حالانکہ انہیں صرف سائنس دان' ڈاکٹر' مکینک یا انجینئر کہتے ہیں۔ سو ان حضرات کے قول و عمل سے یہ ثابت ہوا کہ دنیوی علوم و فنون جاننے والا پڑھا لکھا تو ہوتا ہے مگر عالم نہیں ہوتا۔

دین و مذہب کی رو سے اہل اسلام کا دنیوی علوم و فنون سیکھنا بلاشبہ درست بلکہ ضروری ہے اور اس مقصد کے لئے جو زبان بھی مثلاً انگریزی' چینی' فرانسیسی وغیرہ پڑھنے' سیکھنے کی ضرورت پڑے' اسے محنت سے پڑھا اور سیکھا جائے (کہ کوئی زبان فی نفسہ بری نہیں' ہاں ان اہل زبان کی بری تہذیب و معاشرت کو نہ اپنایا جائے) اور دین اسلام دنیوی ترقی اور جدید آلات و ایجادات کے میدان میں بھی اہل اسلام کو غیر مسلموں سے پیچھے نہیں دیکھنا چاہتا۔ دیکھئے مثلاً جنگی ہتھیاروں کی تیاری کے سلسلے میں تحریص و ترغیب دیتے ہوئے فرمایا گیا۔ اعدو لہم ما استطعتم.....الآیۃ (سورۃ انفال آیت ۶۰ پ ۱۰) کہ اپنے عقل و فہم اور مال و اسباب کو کام میں لا کر جدید سے جدید آلات و ہتھیار تیار کرو تاکہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے بھی تم غیروں سے پیچھے نہ رہو' مگر یہ باور کرانا کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کا نزول و ورود' سائنس و ٹیکنالوجی اور مادی اشیاء کی تعلیم و تربیت کے لئے ہوا اور کتاب و سنت میں جس علم کا ذکر ہے اس سے مراد یہی سائنس و ٹیکنالوجی اور انجینئرنگ و ڈاکٹری وغیرہ ہے تو یہ خالص غلط فہمی یا خود فریبی ہے جو کتاب و سنت کے مقصد اصل سے ناواقف ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

خوب یاد رکھئے کہ ادیان سماویہ' ہمیشہ سے روحانیت و اخلاق کے داعی و مصلح رہے ہیں' مادہ و مادی ترقی کبھی بھی ان کا موضوع سخن نہیں رہی کہ نئی سے نئی ایجادات اور جدید سے جدید آلات' ہتھیار اور مشینیں کس طرح بنائی جاتی ہیں؟ ہاں البتہ دین اسلام زندگی کے کسی بھی اہم شعبے میں مسلمانوں کو محتاج و مغلوب بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ آج مسلم قوم اگر اپنی سستی و کاہلی' عیاشی و عافیت کوشی کی وجہ سے غیر مسلم اقوام سے پیچھے رہ گئی ہے تو اس میں اس کا اپنا قصور ہے نہ کہ دین کا یا مذہب کا۔ اہل یورپ کی حیرت انگیز سائنسی و مادی ترقی' ان کی مذہبی کتابوں (تورات' انجیل وغیرہ) کی رہین منت نہیں جو ہم کہہ سکیں کہ قرآن و حدیث نے ہمیں سائنسی اصول اور مشینی ایجادات کے طریقے کیوں نہیں بتلائے؟ بلکہ یہ دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں جو شخص (مومن ہو یا کافر) جس قدر محنت و کوشش کر رہا ہے' حق تعالیٰ اسے اس کی محنت کا ثمرہ ضرور دیتے ہیں' اور ایسی محنت و جدوجہد کی دین اسلام نے نہ صرف ترغیب دی ہے بلکہ حکم دیا ہے جیسا کہ ابھی گزر چکا۔

ہاں اگر دنیوی ترقی سے مراد دین و شریعت سے دامن چھڑا لینا ہے' مذہب و ملت سے دور و بیزار ہونا ہے جیسا کہ جدید تعلیم یافتہ طبقے میں آج کل یہ مرض عام پیدا ہو رہا ہے کہ عقائد و نظریات' اخلاق و کردار' تہذیب و معاشرت' وضع قطع' شکل و صورت' لباس پوشاک وغیرہ ہر لحاظ سے احکام شرعیہ سے بیگانے بنتے جا رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ تو دین اسلام ایسی نام نہاد ترقی کی بلاشبہ شدید مذمت کرتا ہے اور اسے پستی و تباہی کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ جدید تعلیم و تہذیب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے دینی و الحاد کی روش پر خود اسی طبقہ کے منصف مزاج لوگوں نے اظہار افسوس کیا ہے۔ مثلاً اقبال مرحوم نے کہا۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
(بانگ درا)

اکبر الہ آبادی مرحوم نے اس جدید تعلیم و تہذیب کے کچھ ایسے ہی آثار و نتائج دیکھ کر کہا۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ایک قدم اور آگے

ابھی نوجوان طلبہ کی دینی و اخلاقی تباہی کا رونا رویا جا رہا تھا ۔ جدید تعلیم و تہذیب کے زیر اثر ان میں بے دینی و وارگی روز افزوں ترقی کر رہی ہے اوپر سے ظلم مزید یہ ٹوٹا کہ تعلیم و ترقی ہی کے نام سے سبز باغ دکھا کر عفت مآب نوجوان مسلم بچیوں کو گھروں کی چار دیواری سے باہر لا کر ان انگریزی اداروں کے آزاد و آوارہ مزاج' ماحول کی بھینٹ چڑھایا جانے لگا تاکہ انگریز بچیوں کی طرح' مسلم بچیاں بھی رفتہ رفتہ شرم و حجاب اور عزت و عفت کی دولت سے محروم ہو کر مادر پدر آزاد ہونے لگیں۔ اقبال مرحوم نے مسلمانوں کی اس نقالی و مغربیت پسندی پر کیا عجب تبصرہ فرمایا۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
(بانگ درا)

ع تیز رفتاری ہے لیکن جانب منزل نہیں

حیرت ہے کہ غیر مسلم قوموں کی تہذیب و معاشرت کی نقالی کا خبط و جنون کچھ ایسا مسلمانوں پر سوار ہوا ہے دین و مذہب کے واضح احکامات سے بے اعتنائی برتنے کے ساتھ ساتھ طبعی شرم و حیا اور غیرت انسانی سے بھی بچارے محروم ہونے لگے ہیں۔ خوب سن لیجئے کہ دین اسلام نے دنیوی ترقی اور جدید علوم و فنون کی تحصیل سے مسلمانوں کو کبھی منع نہیں کیا مگر مرد و عورت ہر ایک کے لئے اک دائرۂ کار ضرور

متعین کردیا ہے' جس سے تجاوز کرنا کسی کے لئے روا نہیں رکھا مثلاً بیرون خانہ کے تمام تر کام کاج' بھاگ دوڑ' محنت مشقت' مزدوری و ملازمت' صنعت و حرفت' دنیوی علوم و فنون کی تحصیل' کاروبار و فکر معاش وغیرہ یہ سب وحشد امرد کے کندھے پر ڈال دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں عورت ذات کو اندرون خانہ کی تمام تر ذمہ داریاں سونپ دی ہیں مثلاً گھریلو کام کاج' امور خانہ داری' بچوں کی پرورش و دیکھ بھال' حفاظت مال و اسباب وغیرہ اب مغرب زدہ مسلمانوں نے اس شرعی تقسیم کار کے خلاف' اپنے مغربی آقاؤں کی پیروی میں عورت ذات کو شریعت کے مقرر کردہ دائرے سے باہر لانے کی کوشش کی۔ علم کے خوشنما عنوان سے معصوم بچیوں کو گھروں کے پاکیزہ ماحول سے باہر لا کر انگریزی اسکولوں کی راہ دکھلائی۔ تعلیم کے بہانے جب بچیاں روزانہ گھر سے باہر آنے جانے لگیں تو بیرونی ماحول کی کثافت و مضر اثرات سے وہ کب محفوظ رہ سکتی تھیں' سو باہر کی آزادی و آوارگی رفتہ رفتہ ان میں سرایت کرنے لگی' طبعی شرم و حیا جو صنف نازک کا اصل زیور ہے' بتدریج متاثر ہونا شروع ہوا' باہر پھرنے والی بے پردہ عورتوں کی چال ڈھال' انداز و اطوار' کردار و گفتار' بالخصوص کھاتے پیتے گھرانوں کی طالبات کی لاابالیاں' روزانہ کے نت نئے فیشن اور زرق برق لباس وغیرہ دیکھ کر سلیم الطبع بچیوں کا مزاج بھی ایسی چیزوں کی طرف مائل ہونے لگا۔ گھر کے سادہ و پاکیزہ ماحول کی باپردہ زندگی اب قید محسوس ہونے لگی' اس کے مقابلے میں باہر کی چلت پھرت' آوارہ سرگشت' محافل و تقریبات میں شرکت بلکہ ان کی زینت و رونق بننے کو جی چاہنے لگا' بقول اکبر مرحوم۔

عابدہ چپکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

شرم و حیا' لحاظ و خفاء' جھجک و خاموشی وغیرہ' صفات نسوانیت سے طبیعت اب آزادی چاہنے لگی' سادہ مزاجی کی جگہ کھلنڈانہ انداز در آیا' اخفاء زینت کی بجائے اظہار حسن و زیبائش' مصنوعی سجاوٹ و بناوٹ اور زیادہ سے زیادہ نمود و نمائش کا اہتمام مقصد حیات بن گیا۔ اسکول کالج وغیرہ میں آمد و رفت کے اوقات میں طالبات کی حالت زار ملاحظہ کی جائے تو یوں لگتا ہے کہ اپنے جمال و کمال کی نمائش کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی فکر میں بیچاریاں ٹوٹی پڑتی ہیں۔ نفیس خلیلی مرحوم نے طالبات کی اس کیفیت خود نمائی کا نقشہ کچھ یوں بیان کیا ہے۔

نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا وہ مصنوعی انداز سے شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھلا رہی ہے نئی روشنی کا نشہ
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے' بپا چوک میں اک جلسہ جلتا ہے
لئے آپ دور ترقی کہیں گے' غضب ہے کب تک عقیدے رہیں گے
اسکولوں میں یوں بھیجنا بیجا ہے' کہا صنف نازک کے حق میں روا ہے

عبدالحمید خاں شوق مرحوم نے مسلم بچیوں کی اس مغربیت پسندی کا شکوہ یوں کیا ہے۔

بے پردہ پھر رہی ہیں کیوں ملت کی بیٹیاں
رکھتی نہیں ہیں آج وہ خود کو حجاب میں
تہذیب یورپی نے سکھائی غلط روی
پانی سمجھ کے آگئیں وہ کس سراب میں

مڈل میٹرک تک پہنچتے پہنچتے سن بلوغ آجاتا ہے اب نوخیزی کے نئے احساسات' نو عمری و شباب کے نئے جذبات نئی آرزوؤں و تمناؤں کی مسلسل یلغار اس کے ساتھ عمدگی غذا و خوراک' خوبصورتی لباس و پوشاک اور بے فکری و لاابالی پن وغیرہ گویا مستی و دیوانگی کی کیفیت پیدا ہوچلی' اب جوانی کے اس طوفان خیز سیلاب کے آگے بند باندھے تو کون؟ من چاہی امنگوں کی راہ کوئی رکاوٹ بنے تو کیونکر...... حتیٰ کہ بہار حسن و شباب اپنی ناجائز تسکین تک کے لئے سب کچھ کر گزرنے کو تیار ہوگئی اور بالآخر اس پیکر شرم و حیا معصوم بچی سے جو پہلے دن گھر سے نکلتے وقت عفت و شرافت کا اعلیٰ نمونہ تھی' وہ وہ سیاہ کارنامے ظہور پذیر ہونے لگے کہ جن کے تصور سے شرم و حیا سرپیٹ کے رہ جائے۔

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی رسوا کردیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں

آج سے تقریباً پینسٹھ سال قبل امریکہ کے شہر نیویارک کے ایک رسالے میڈیکل "کرانیکل اینڈ گائیڈ وی" نے ۱۹۲۸ء کی اپنی رپورٹ میں وہاں کے معاشرے میں پائی جانے والی حرام کاری کا مختصر تذکرہ کیا تھا جس کا خلاصہ اخبار مدینہ "بجنور (بھارت) نے یوں الفاظ لکھا۔

"آج سے بیس برس قبل زچہ خانوں کی آبادی پختہ عمر عورتوں سے قائم تھی جو ہر طرح سے سوچ سمجھ کر بدکرداری کرتی تھیں لیکن اب صورتحال بدل گئی ہے۔ اب ان زچہ خانوں میں بڑی تعداد ان نو عمر طالبات اور لڑکیوں کی آنے لگی ہے جن کے دن ماں بننے کی بجائے اسکول میں حاضری دینے کے ہوتے ہیں۔"

غور فرمایئے کہ اس مادر پدر آزاد تہذیب کی بدولت' آج سے عرصہ دراز قبل جہاں یہ حال تھا' نامعلوم اس ترقی یافتہ دور میں وہاں کی حالت زار اب کس نقطہ عروج پر جا پہنچی ہوگی؟ پھر یہ کیفیت تو اسکول کے زمانہ کی ہے جہاں تھوڑا بہت خوف اساتذہ اور والدین کا بھی ہوتا ہے۔ رہا کالج کا ماحول اناری و آوارگی تو اندازہ لگایئے کہ وہاں پہنچ کر اس غلیظ و سیاہ کردار کو کس قدر عروج و ترقی نصیب ہوتی ہوگی۔ نفیس خلیلی مرحوم نے اسی انجام بد سے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی
مسلماں لڑکی پری کالجوں کی
نہیں ہے اگر حمل و اغواء گوارا
تو اسکول و کالج سے کیجئے کنارا

اب تو اس تعلیم و تہذیب کے زیر اثر بعض آزاد قسم کی آوارہ بچیوں میں یہ ذہنیت پیدا ہو رہی ہے کہ وہ خواتین کی بے پردگی اور مرد عورتوں کے اختلاط کو کوئی جرم ہی نہیں سمجھتیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا باہمی خلط ملط' ان کے نزدیک وقت کی اہم ضرورت اور پرجوش زندگی سے لطف اندوز ہونے کا اک حسین سنگم قرار پایا ہے۔ نامحرموں سے راہ و رسم اور تعلقات پیدا کرنا' بے شرمی و گناہ کی بجائے وسعت ظرفی اور خوش اخلاقی بن گیا ہے' جس کے نتیجے میں فحاشی و حرام کاری کا بھیانک دھندہ روز افزوں ترقی پر ہے۔ شادی بیاہ کا شرعی و اخلاقی ضابطہ' ان کے خیال میں اک قدیم فرسودہ رسم' خواہ مخواہ کی جکڑ بندی اور آزادی نسواں پر بے جا پابندی ہے۔ بیوی بن کر رہنے اور شوہر کی مرضی و ماتحتی میں زندگی گزارنے کو قید و بندش اور اس کے مقابلے میں آوارہ گرد اور بکاؤ مال بن کے رہنے کو خیالی جنت تصور کیا جانے لگا ہے۔ اپنے صنفی حرکات' جنسی اشارات اور ناز نخروں سے آوارہ لوگوں کو لذت و سرور بہم پہنچانا اور اپنی موسیقی و خوش آوازی سے انہیں لذت گوش سے بہرہ ور کرنا' شگفتہ مزاجی شمار کی جانے لگی ہے اور کچھ بعید نہیں کہ مستقبل قریب میں اسے اسلامی ثقافت کا نام بھی دے دیا جائے' اس لئے کہ اب حالت وہ ہوچکی ہے جس کا خدشہ اکبر مرحوم کو تھا کہ۔

تعلیم جدید سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلہن خود آپ اپنی بارات میں

کیا پی ٹی شو کے نام سے لڑکیوں کو ڈانس (ناچ) گانے باجے اور ڈراموں وغیرہ کی تربیت نہیں دی جاتی؟ پریڈ کے ذریعے روزانہ کی اچھل کود تو روز کا معمول ہے' جس میں دوپٹے کا سر سے اتر جانا اور بدن کے نشیب و فراز بلکہ ایک ایک عضو کے حجم و ساخت تک کا کھلے بندوں ظاہر ہو جانا یقینی و لازمی امر ہے۔ افسوس صد افسوس! یہ ہے وہ علم و ادب جسے مغرب زدہ مسلمان طبقہ' تعلیم کے پاکیزہ و خوشنما عنوان سے مسلم بچیوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً مشہور ہے کہ "رب رہے تے مت گھسے" اب کوئی کیا کہے اور کیا سمجھائے؟

حفیظ جالندھری مرحوم نے کس درد دل کے ساتھ اس تہذیب عریاں سے دوری و بیزاری کا سبق دیا ہے کہ۔

یہ ہماری مائیں بہنیں اور بیوی بچیاں
ہم کہتے ہیں انہیں اتنا مقدس بے گماں
اس قدر پاک و مقدس' اتنی محبوب و عزیز
جس قدر عورت کی عفت ہے' نہیں ہے کوئی چیز
ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشم غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے
یہ نمائش جس پہ اس دنیائے نو کو ہے غرور
دختران ملت اسلام ہیں اس سے نفور
ہم نہ لائیں گے انہیں اس امتحاں کی راہ میں
دل کے ٹکڑوں کو نہ رکھیں گے نمائش گاہ میں

اور اس یورپی تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں سے شکوہ بھی کیا ہے کہ۔

اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
جن کی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے وبال
چاہتے ہیں ماؤں بہنوں کو یہ عریاں دیکھنا
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا

اسکول و کالج کے مذکورہ بالا سفری دور سے گزرنے کے بعد جب یونیورسٹی میں داخلہ لینے کا وقت خوش خصال آیا تو آوارگی و بے راہ روی کا بدترین دور گویا اب اپنی انتہا کو پہنچ گیا "تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام" میں لکھا ہے کہ امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں طالبات سے دریافت کیا گیا کہ ایک نو وارد لڑکی کو یونیورسٹی میں داخل ہونے سے پہلے کن کن امور سے واقفیت ہونا چاہئے؟ اس کا جواب تقریباً دو سو سے زائد لڑکیوں نے تحریر کیا' جس کا خلاصہ اخبار "مدینہ" بجنور (بھارت) نے ان الفاظ میں شائع کیا۔

"لڑکی کو تذکیر و تانیث (نر مادہ) اور اس کے لوازم و خصوصیات سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہئے۔ اسے معلوم رہے کہ کس طرح ناچنا چاہئے' کس طرح سگریٹ پینا چاہئے' کس طرح شراب کے ساغر غٹ غٹ چڑھانا چاہئیں اور کس طرح اسے...... گلے لگنا چاہئے' نیز تمام طالبان حسن پر اسے بے وجہ اور ہمہ گیر طور پر مہرباں بھی نہ ہونا چاہئے۔ بدمست اور شرابیوں سے معاملہ کرنے کا فن اسے آنا چاہئے۔"

ایک صاحب نے اس پر مزید اضافہ کیا۔

"لپٹنے اور گلے لگنے کا تجربہ اسے پہلے سے (اسکول کالج دور سے) ہونا چاہئے۔ تاکہ یونیورسٹی پہنچ کر' اس عمل میں ناتجربہ کاری کی بناء پر کوئی رکاوٹ یا شرمندگی نہ ہو اور سہولت سے یہ عمل جاری رہ سکے۔ خواہ طالب علموں سے' خواہ پروفیسروں (اساتذہ کرام) سے خواہ ملازمین یونیورسٹی سے نیز جسے وہ ناپسند کرتی ہو' اسے گلے لگنے سے باز رکھنے کا فن اور طریقہ بھی معلوم رہنا چاہئے۔"

غرض یونیورسٹی میں کیا داخلہ ہوا' شرم و حیاء' عزت و غیرت' دین و مذہب وغیرہ سب کچھ رخصت ہو گیا۔ اب سوچ و فکر کا دھارا بدل گیا۔ خودسری و بے راہ روی' ابارکی و آوارگی اپنے عروج کو جا پہنچی' ہر طرح کی عیاشی و آوارہ گردی کو حق زیست سمجھ لیا گیا اور ہر لحاظ سے بے خوف و خطر ہو کر' پورے اعتماد و اطمینان کے ساتھ اپنے دل کے ناپاک ارمانوں اور ناجائز خواہشات و امنگوں کو جی بھر کر پورا کیا جانے لگا اور یہ سب کچھ چونکہ تعلیم اور تعلیمی ماحول کی آڑ میں ہوتا ہے' اس لئے کسی کی کیا مجال جو کچھ فہمائش کی جرات کر سکے اور اگر کہیں کسی دردمند نے اصلاح و فہمائش کی کوشش کی تو زبان و قلم جوش اور حرکت میں آ گئے..... کہ ہمارے نجی و ذاتی معاملات میں کسی کی مداخلت کیوں؟ جمہوریت و آزادی پر کوئی پابندی کیسے؟ ہم اعلیٰ تعلیم یافتہ و خود مختار' کسی کو ہمارے متعلق زبان کھولنے کی جرات کیسے؟ اور اگر اس پر بھی آتش دروں ٹھنڈی نہ ہوئی تو دینی احکام اور دیندار طبقے کے خلاف بیانات بازی بلکہ علی الاعلان جلسے اور جلوس نکال کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لی' بالآخر خدا' رسول اور دین و شریعت سے ہاتھ دھو کر بے دینی و دہریت کی گود میں جا بیٹھنا نصیب ہوا اور جو مدعا تھا تہذیب مغرب کا (یعنی دین سے بیزاری) وہ پورا ہو گیا۔ بقول اقبال مرحوم۔

سکھا دی ہے مجھے افرنگ نے زندیقی

کس قدر دکھ کی بات ہے کہ دین و شریعت' مذہب و ملت' شرم و حیا اور عفت و آبرو وغیرہ کا ستیاناس کر دینے والی اس تہذیب نوپا اور تعلیم نما تخریب کو علم کے عنوان سے مسلم بچیوں میں پھیلایا جا رہا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

تین چیزوں سے ہمیشہ بچیں

قادیان ○ شیزان ○ شیطان

عارف جیولرز
ARFI JEWELLERS
FOR CREATION OF ATTRACTIVE JEWELLERY PH.
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

جبار کارپیٹس
ڈیلرز
قائد آباد کارپیٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپیٹ ●
یونائیٹڈ کارپیٹ ● ڈیکورا کارپیٹ ● اولمپیا کارپیٹ
مساجد کیلئے خاص رعائت
سی۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646665

قاہرہ کی

تحریر۔ انجینئر ایم ایم ہاشمی

بہبودِ آبادی کانفرنس

اور حکومت پاکستان

امریکہ اور یورپ کا انسانی اقدار سے گراہوا کلچر مسلط کرنے کی ایک مذموم کوشش

اقوام متحدہ کی طرف سے "آبادی اور ترقی" کے موضوع پر قاہرہ میں جو عالمی کانفرنس ۵ر ستمبر سے منعقد ہو رہی ہے' اس پر ملکی سطح پر مسلمانان پاکستان جو احتجاج کر رہے ہیں' حکومت کی نظر سے مخفی نہیں۔ پھر بھی یہ خبر ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ بھی اس میں شرکت کر رہی ہیں۔ ادھر وزیر خارجہ نے دھڑلے سے یہ بیان دیا ہے کہ (انکل سام کی خوشنودی کے لئے) قاہرہ کانفرنس میں "ضرور" شرکت کی جائے گی اور قومی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر سید ظفر علی شاہ کی قیادت میں ۴ رکنی پارلیمانی وفد ۳ سے ۱۳ر ستمبر کے اجلاس میں شرکت کر کے کانفرنس میں حتمی طور پر منظور کئے جانے والے پروگرام میں پاکستان کے مذہبی عقائد' قوانین اور ثقافتی اقدار کی عکاسی کرے گا۔

"بہبود آبادی" کی اس کانفرنس کے مقاصد اور "پروگرام آف ایکشن" طے کرنے کے لئے ایک ابتدائی کمیٹی بنائی گئی تھی' جس کا اجلاس اپریل میں نیویارک میں ہو چکا ہے۔ اس کمیٹی نے ایک سو تیرہ صفحات پر مشتمل ایک مسودہ تیار کیا ہے جو کہ کانفرنس میں پیش کر کے کانفرنس میں اس کی منظوری لی جائے گی۔ پروگرام آف ایکشن کا یہ مسودہ طبع بھی کروا دیا گیا ہے۔ اس مسودے کے مطالعے سے مندرجہ ذیل نکات اس کانفرنس کے مقاصد کو عیاں کرتے ہیں۔

۱۔ تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم (Sex Education) ابتدائی مرحلے سے دی جائے اور بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے ہی انہیں جنس (Sex) کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی جائیں (یعنی معصوم بچوں کو شروع ہی سے بے حیا بنایا جائے)۔

۲۔ شادی کی عمر بڑھا دی جائے اور جلد شادی کرنے کی حوصلہ شکنی کی جائے (گویا بدکاری اور بے راہ روی کا دورانیہ جو عموماً شادی سے پہلے کی عمر میں ہوتا ہے بڑھا دیا جائے)۔

۳۔ عورتوں کو گھروں میں بیٹھنے کے بجائے باہر نکالا جائے او ہر شعبہ زندگی میں شریک کرنا لازمی قرار دیا جائے (یعنی مشرقی خانہ داری کا ماحول جس میں عورت از روئے قرآن "وقرن فی بیوتکن یعنی "گھروں میں عورتیں ٹھہری رہیں" کے مصداق گھر کی چار دیواری میں رہتی ہیں تلف کر کے غیر مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا جائے)۔

۴۔ کنڈوم (مانع حمل غبارہ) اور دوسری مانع حمل اشیاء اتنی عام کر دی جائیں کہ ہر ایک کے علم میں ان کا استعمال اور مقصد آجائے اور پھر ہر فرد اسے باآسانی حاصل بھی کر سکے (یعنی زناکاری اور ناجائز تعلقات کے حامل بدکار مرد بے خوف ہو کر بدکاری کریں' اور اس سے اسلام کے اس حکم کی خلاف ورزی ہو کہ "زنا کے قریب بھی مت جاؤ کہ وہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے" القرآن)۔

۵۔ ایسے مشاورتی مراکز (Consulting Centres) کثرت سے قائم کئے جائیں جہاں غیر شادی شدہ نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں کو جنسی معلومات اور منع حمل کی تدابیر آسانی سے فراہم کی جائیں اور ان کے "جنسی مسائل" کے بارے میں انہیں مفید مشورے دیئے جائیں۔ اور ان مشوروں میں اس بات کی ضمانت بھی دے دی جائے کہ یہ راز افشاء نہ ہوگا تاکہ وہ بے خطر اپنی "جنسی ضروریات" پوری کر سکیں (یعنی بدکاری اور فحاشی کی تربیت کے ادارے کھل جائیں' جہاں نوجوان غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں بدکاری کے طریقے سیکھیں اور ان کی حوصلہ افزائی ہو مگر "حمل" کا خوف بالکل نہ ہو اور نہ ہی ناجائز تعلقات کا راز افشاء ہونے کا خوف ہو)۔

۶۔ اس پروگرام میں کانفرنس میں شریک حکومتوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ اس "پروگرام" کے مقبول ہونے کے بعد جو نوعمر لڑکیاں (بدکاری کے نتیجے میں) "حاملہ" ہو جائیں ان کے تحفظ کا انتظام کیا جائے (تاکہ کسی بدکاری کرنے والے کی حوصلہ شکنی نہ ہو)۔

۷۔ ان تمام اقدامات کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی سنایا اور دکھایا جائے (تاکہ جو بچے اور شریف نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بچ گئیں وہ بھی اس دلدل میں پھنس جائیں)۔

ان تمام مقاصد اور پروگرام کو پڑھنے کے بعد ایک عام آدمی بھی سمجھ جائے گا کہ یہ امریکہ اور یورپ کا غیر انسانی اقدار سے گرا ہوا اور نقصان دہ کلچر مسلط کرنے کی ایک مذموم کوشش ہے جس میں "اسلامی" جمہوریہ پاکستان کی وزیراعظم جانے اور شریک ہونے کی خواہشمند ہیں۔ اب اس کی "حوصلہ افزائی" کے لئے ہمارے بارلیش وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی صاحب نے یہ بیان دیا ہے کہ پاکستان "ضرور" شرکت کرے گا۔ مگر ساتھ ہی یہ ڈھال بھی استعمال کی کہ "پاکستان مذہب کے خلاف مسودے پر دستخط نہیں کرے گا۔" گویا یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کوئی کہے کہ شراب کی محفل میں تو شریک ہوں گا مگر ناک اور منہ بند رکھوں گا۔ جس کانفرنس کا مقصد ہی مذہب اسلام کے خلاف سازش ہو اس میں شرکت کرنے کا کیا جواز ہے۔ پاکستان کے غیور مسلمان ابھی "دیوث" کی لعنت میں مبتلا نہیں ہوئے کہ یہ سب باتیں ان کی سمجھ میں نہ آئیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جیسے ہی اس کانفرنس کا "پروگرام آف ایکشن" منظر عام پر آیا تھا حکومت پاکستان اس کے خلاف کمربستہ ہو جاتی اور نہ صرف بائیکاٹ کرتی بلکہ دوسرے اسلامی ممالک کو بھی اس میں شرکت سے باز رکھتی۔ پورا پاکستان سراپا احتجاج بن جاتا۔ علماء مدرسوں سے نکل کر گلی کوچوں میں آتے اور لوگوں کو بتاتے کہ مسلمانو! تمہاری غیرت کو للکارا جا رہا ہے' تمہیں "دیوث" بنانے کی اسکیمیں بنائی جا رہی ہیں' تمہاری اولادوں کو برہنہ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں' تمہارے نوجوانوں کو زانی اور بے حیا بنانے کے لئے تربیت گاہیں کھلنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے' ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے" (سورۃ نور) ان کے سروں پر تلوار بن کر لٹک رہا ہے۔ پھر یہی لوگ ان علماء کی گردنیں کاٹیں گے' جیسا کہ ترکی میں ہوا' جیسا تاشقند اور بخارا میں ہوا' جیسا بلغاریہ میں ہوا اور جیسا قیامت تک ہوتا رہے گا۔

محترمہ بے نظیر صاحبہ نے وزیراعظم پاکستان ہونے کی حیثیت سے پہلے شرکت کا اعلان کر کے عوام پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے کانفرنس قاہرہ کے تمام نکات تسلیم کر لئے ہیں۔ امریکہ اور مغرب کو وہ یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ مسلمان ملک کی وزیراعظم ہونے کے باوجود وہ "مذہبی" نہیں ہیں۔ آخر انہوں نے پاکستان کے غیور مسلمانوں کی حیا اور غیرت کا سودا کیسے کر لیا؟

محترمہ دوپٹے اور تسبیح سے اپنے آپ کو اگر مسلمان ثابت کرتی ہیں تو عمل سے بھی مسلمان ہونا ثابت کریں اور یہ واضح اعلان کریں کہ پاکستان کا کوئی وفد اس کانفرنس میں شرکت نہیں کرے گا اور یہ کہ پاکستان اس کانفرنس کا مکمل حتیٰ کہ نشر و اشاعت کا بھی بائیکاٹ کرتا ہے۔ وزارت خارجہ کمیٹی کے چیئرمین صاحب مولانا فضل الرحمن محترمہ کو سمجھائیں کہ اس کانفرنس میں شرکت کر کے پاکستان اسلامی دنیا کو اپنا مخالف بنائے گا اور اسلامی دنیا میں پاکستان کا وقار ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ خصوصاً سعودی عرب سے پاکستان کے تعلقات خراب ہو جائیں گے' جس نے پہلے ہی

باقی ص ۲۶ پر

تحریر۔ قاری عنایت الرحمن رحمانی' خانو خیل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

سود اور ہمارا معاشرہ

جس کا گوشت حرام غذا سے پرورش پاتا ہے وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے

یوں تو ہمارے اس دور ہوا و ہوس میں بہت سے گناہ جنم لے چکے ہیں لیکن جو گناہ خاص طور پر عوام و خواص کی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے اور ہمارے ہر نظام میں رچ بس چکا ہے' چھوٹے سے چھوٹا کام اس کے بغیر تکمیل نہیں پاتا اور باوجود گناہ عظیم ہونے کے مسلمانوں کے ہاں روز بروز ترقی و اہمیت کا حامل ہوتا جارہا ہے بلکہ رفتہ رفتہ مغربی تہذیب کے دلدادہ اسے ترقی و عروج سمجھنے لگے ہیں اور اپنی شیطانی قوتوں کو مجتمع کر کے اسے حلال قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں یہ گناہ عظیم سودی نظام ہے جس سود کی حرمت فروعی اور استنباطی نہیں بلکہ منصوص اور قطعی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت صراحت سے کردی ہے بلکہ تحریم ربوٰ نازل ہونے کے بعد بقایا سود کے وصول کرنے کی بھی ممانعت کردی گئی۔ یہاں تک کہ اس کو بمنزلہ شرط ایمان قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

"اگر تم ایمان والے ہو تو سود کا بقایا بھی چھوڑ دو۔" (البقرہ)

تحریم ربوٰ کے بعد حق تعالیٰ نے اسے مطلق نہیں چھوڑا بلکہ سخت وعید کے ساتھ سود لینے سے باز نہ آنے والوں کے لئے اعلان جنگ فرمایا۔ قرآن مجید میں ہے کہ۔

"اگر تم نے ایسا نہ کیا (سود کا بقایا نہ چھوڑا) تو اللہ اور رسول کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔" (البقرہ)

اور سود خور کے حشر کو قرآن مجید نے ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔"

سود خور کے لئے سخت وعید فرماتے ہوئے ارشاد خداوندی ہے۔

"اے ایمان والو سود در سود کر کے نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو' شاید تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔" (البقرہ)

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سب سے زیادہ خوف ناک یہی آیت ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اس میں مومنین کو دوزخ کی آگ کی دھمکی دی ہے جو در حقیقت کافروں کے لئے ہے۔ (تفسیر مدارک)

قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی سود خوروں کے لئے بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔

"دیدہ دانستہ سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔"

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ۔

"جس کا گوشت حرام غذا سے پرورش پایا ہے وہ جہنم کے زیادہ لائق ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"سود کے ستر درجے ہیں ان میں سب سے ہلکا درجہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔" (مشکوٰۃ)

مزید وعید فرماتے ہوئے حدیث شریف میں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے' سود دینے والے اور سود لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والوں پر اور فرمایا کہ یہ سب کے سب گناہ میں برابر ہیں۔ (مسلم شریف)

صحابہ کرامؓ نے بھی تورع و احتیاط کی وجہ سے شبہ ربوٰ سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح مقروض اگر قرض کے دباؤ میں کوئی ہدیہ پیش کرے تو وہ ہدیہ بھی ربوٰ ہے' نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی چنانچہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

"میں مدینہ آیا تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا تم ایسے علاقے میں رہتے ہو جس میں سود کا رواج زیادہ ہے پس اگر تمہارا کسی پر حق ہو اور وہ تمہیں ہدیہ میں کچھ دینا چاہے تو وہ نہ لو کیونکہ وہ بھی سود ہے۔" (بخاری شریف)

صحابہ کرامؓ سود کے معاملے میں کس قدر احتیاط فرماتے تھے حتیٰ کہ شبہ ربوٰ سے بھی دور بھاگتے تھے حالانکہ ان کا عالم یہ تھا کہ کفار کے قرضہ میں دبے ہوئے تھے کفار ان کا خون چوس رہے تھے حتیٰ کہ حضرت بلالؓ کو دوبارہ غلام بنانے کی دھمکی دی گئی اور یہ حضرات کئی کئی روز فاقہ کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے بھوک کی وجہ سے غش کھا کر گر جاتے تھے۔ تین تین مہینے تک گھر میں آگ نہیں سلگتی تھی کپڑا بھی پوری تن پوشی کے لئے موجود نہ تھا نکاح کے مہر میں دینے کو لوہے کی انگوٹھی تک میسر نہیں آئی بچوں کو بھوکا اور روتا ہوا دیکھ کر تین چار دانے کھجور حاصل کرنے کے لئے یہود کی مزدوری کرنا پڑی خود آنحضرت ﷺ کو ازواج مطہرات کے نفقہ کے لئے زرہ یہودی کے پاس رہن رکھنے کی نوبت آئی ان حالات کے باوجود ان حضرات کو کفار کے مال و دولت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کو بھی منع فرما دیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"اور ہرگز آنکھیں اٹھا کر آپ ان چیزوں کی طرف نہ دیکھیں جن سے ہم نے ان (دنیاداروں) کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا عطیہ اس سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔" (سورۃ طٰہٰ)

نیز ارشاد خداوندی ہے۔

"اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے تو جو خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لئے ہے۔" (سورۃ زخرف)

آیات بالا میں قرآن پاک نے مال میں کفار کی حرص سے منع فرمایا ہے۔ مگر اسی کو آج مسلمان بار بار للچائی ہوئی نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں اور انہی کی روش پر چلنا یا چلنے کے لئے راستہ تلاش کرتے ہیں' جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ بھی اس منزل پر پہنچیں گے جس منزل پر وہ پہنچے ہیں لہٰذا سودی کاروبار کے ذریعہ سے مسلمان کا مال ترقی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

"سود خواہ کتنا ہی زیادہ ہو اس کا انجام کار قلت ہے۔"

الغرض سودی کاروبار کو مال مسلم کی حفاظت یا ترقی کا ذریعہ تجویز کرنا نصوص قرآن و حدیث کا مقابلہ کرنا ہے مسلمان کی کامیابی اور ترقی حرام و حلال میں تمیز کے بغیر مال جمع کرنے اور تجارت کو فروغ دینے میں ہرگز نہیں بلکہ اس کی ترقی اور کامیابی احکام شریعت کی پابندی میں ہے اور حرام و لعنت کے کاموں سے پوری طرح پرہیز کرنے میں ہے۔

اسی طرح دینی اور مذہبی اداروں کو اگر حرام مال سے چلایا جائے گا تو ان سے ایسے لوگ تیار ہو کر نکلیں گے جو خود بھی حرام و حلال کی تمیز سے بے بہرہ ہوں گے اور قوم کو حرام

مغرب زدہ لوگوں کیلئے درس عبرت

لندن جرائم کا مرکز بن گیا، لندن کے باسیوں کی راتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں

آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈپریشن کے شکار دو طالب علموں نے خودکشی کرلی، کمسن بچے والدین سے بیزار ہوگئے

لندن میں جرائم کی شرح میں گزشتہ برس گیارہ فیصد اضافہ ہوگیا ہے، جن میں گھریلو تشدد اور سرعام ہونے والے جرائم کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی رپورٹ کے مطابق ۳۰ مارچ کو ختم ہونے والے سال کے دوران پرس اور دیگر اشیاء چھیننے کی سرعام وارداتوں میں ۳۶ فیصد اضافہ ہوا جبکہ ان واقعات کی کل تعداد سات ہزار چھ سو کے قریب ہے۔ گھریلو تشدد کے واقعات میں ۴۶ فیصد اضافہ ہوا اور اس ضمن میں کل آٹھ ہزار سات سو واقعات رپورٹ کئے گئے۔ جنسی تشدد اور عصمت دری کے واقعات کی کل تعداد ایک ہزار ایک سو رہی تھی۔ اور یہ اضافہ ۱۵ فیصد کے قریب ہے۔ ایک برس کے دوران ۳ ہزار خواتین پر قاتلانہ حملے کئے گئے جبکہ ایک سال میں پولیس کو کل نو لاکھ ۵۴ ہزار ۳ سو جرائم کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے چیف سپرنٹنڈنٹ پیٹر سٹیونز نے یہ رپورٹ جاری کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ جرائم کی شرح میں ابھی مزید اضافہ ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے محکمے نے گزشتہ برس ایک لاکھ ۵۵ ہزار چار سو کیس نمٹائے جو پچھلے برسوں سے ۷ فیصد زیادہ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کار چوری اور کاروں میں ریڈیو، سٹیریوز اور دیگر اشیاء چرانے کے رجحان میں دوگنا اضافہ ہوا جبکہ چوری کی وارداتوں میں ۱۰ فیصد اضافہ ہوا اور ایک لاکھ ۹۴ ہزار ۹ سو کے قریب چوری کی اطلاعات درج کی گئیں۔ رہزنی کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے چیف سپرنٹنڈنٹ نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی رقوم بڑی بیلنس یا محفوظ بیگوں میں رکھا کریں تاکہ سرعام وارداتیں کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ان وارداتوں کے مرتکب زیادہ تر منشیات کے عادی افراد ہوتے ہیں، جنہیں اپنا نشہ پورا کرنے کے لئے یہ جرم سب سے زیادہ آسان لگتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نائٹ کلب یا مصروف شاپنگ مارکیٹ میں پرس یا بیگ چھن جانے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ نے اعلان کیا کہ ان وارداتوں کی روک تھام کے لئے خصوصی فورس قائم کرنے پر غور کیا جارہا ہے۔ کاروں کی چوریاں روکنے کے لئے پہلے ہی ایک ٹاسک فورس قائم کردی گئی ہے اور ۱۹۹۲ء کو کاروں سے متعلقہ جرائم کی روک تھام کا سال قرار دے دیا گیا ہے۔

(جنگ لندن ۹۲-۶-۲)

نوٹ: یہ دو سال پہلے کی رپورٹ ہے۔ اب کیا حال ہوگا، خدا ہی جانتا ہے۔

سے روکنے کا جذبہ بھی ان میں نہیں ہوگا۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو تیار کرنا ظاہر ہے کہ کوئی دینی خدمت نہیں جس سے رضائے خداوندی میسر آسکے جو کہ مسلمان کی خلقت کا اصل مقصد ہے۔

تعلیمات نبویہ پر عمل کرکے امت مسلمہ کا طغرائے امتیاز باقی رہ سکتا ہے جس کے بقاء کی زیادہ ذمہ داری علماء کے سر ہے اگر امت مسلمہ نے دور حاضر کے سیل رواں میں بہنا شروع کردیا تو یہ امت اپنا تاج افتخار مغربی اقوام کے قدموں پر نثار کرکے ان ہی اقوام میں ضم ہوجائے گی اور سخت قسم کے خسارہ سے دوچار ہوگی اور اس طرز عمل سے ملت اسلامیہ کو برباد ہوچکا لگے گا جس سے قہار کا قہر جوش میں آئے گا اور گوناگوں عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے کچھ نمونے پیش آبھی رہے ہیں۔ جب اس طرح کی نافرمانیاں اور گناہ عام ہوجائیں اور اس پر روک ٹوک نہ کی جائے تو عذاب عام کی وعید حدیث پاک میں بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس قوم میں خدا کی نافرمانی ہورہی ہو اور کچھ لوگ نافرمانی کے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ روکیں تو ضرور اللہ پاک ان پر ایک عمومی عذاب نازل فرمائے گا اور پھر ایسی حالت میں دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت و حمایت کے دروازے بھی بند ہوجاتے ہیں چنانچہ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنا عذاب تم پر نازل کرے گا پھر تم دعا کرو گے لیکن دعا قبول نہ کی جائے گی۔

(مشکوٰۃ شریف)

کیا ان تعمیرات اور تجارت میں عذاب الٰہی روکنے کی قوت ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ تو عذاب الٰہی کا سبب ہیں اگر ان کو سودی کاروبار اور دیگر حرام ذرائع سے تیار نہ کیا جاتا تو آج امت مسلمہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا نہ ہوتی۔ روز بروز کی بڑھتی ہوئی بدکاریوں نے عذاب الٰہی کے دروازے کھول دیئے ہیں اور قومیں خوشحالی و ترقی کے بجائے تنزلی کا شکار ہوتی جارہی ہیں، خداوندی رحمت کی بارشوں سے ہماری خطائیں مٹا ڈالے اور آئندہ کے لئے ہمیں ہر طرح کے گناہوں سے مامون رکھے (آمین)۔

مغربی تعلیمی درس گاہیں، برطانوی اسکول جرائم کے اڈے
سالانہ ۵۳ ملین پونڈ نقصان

برطانیہ کے اسکولوں میں آتشزدگی، توڑ پھوڑ اور چوری سے سالانہ ۵۳ ملین پونڈ کا نقصان ہوتا ہے۔ اوسطاً "ایک اسکول کو سالانہ ۲۳ ہزار پونڈ کا نقصان ہوتا ہے۔ یہ اعداد و شمار محکمہ تعلیم نے جاری کئے ہیں۔ ایک لاکھ ۷۶ ہزار جرائم سیکنڈری اور پرائمری اسکولوں میں ہوتے ہیں۔ گویا اوسطاً" ہر اسکول میں سالانہ جرائم آٹھ وارداتیں۔ زیادہ تر وارداتیں دانستہ طور پر آتشزدگی کے باعث ہوتی ہیں۔

(ہفت روزہ وطن ۳ر جنوری ۱۹۹۳ء)

ہائے بڑھاپا

برطانیہ کے بوڑھوں کی تنظیم "ایج کنسرن" نے ایک مہم

چلانے کا اعلان کیا ہے' جس کا مقصد بڑھاپے کو نشانہ تضحیک بنانے سے روکنا ہے۔ تنظیم کا کہنا ہے کہ بوڑھے لوگوں کو عموماً فرزانوں اچھا نہیں سمجھتے اور اکثر اوقات انہیں نوجوانوں کی طرف سے کڑی تنقید اور تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جس طرح معاشرے میں نسل پرستی اور جنس پرستی کے خلاف مہمیں چل رہی ہیں' اسی طرح بڑھاپے کے حق میں بھی مہم چلائی جائے گی۔

(جنگ لندن ۲۱ جنوری ۱۹۹۴ء)

موٹا ہونا چاہتے ہیں.....؟ تو جی بھر کر ٹیلی ویژن دیکھتے رہیں

محققین نے کہا ہے کہ ٹیلی ویژن دیکھنے والے امریکی بچوں میں موٹاپا ایک وبائی شکل اختیار کر گیا ہے' اس کا سبب یہ بتلایا گیا ہے کہ ٹی وی دیکھتے ہوئے کھایا ہوا کھانا جزو بدن نہیں بنتا۔ اسی ماہ شائع ہونے والے ایک علمی جریدے میں شائع ہونے والے مضمون میں لکھا گیا ہے کہ ۱۹۸۵ء میں کئے گئے سروے کے مطابق امریکہ میں ۹ سے لے کر ۱۶ سال تک کے بچے ہر ہفتے تقریباً ۲۱ گھنٹے ٹی وی پروگرام دیکھتے ہیں۔ اتنا وقت وہ اسکول میں بھی نہیں گزارتے۔ مضمون میں ۸ سے ۱۲ سال تک کے ۱۵ موٹے اور نارمل بچوں کا ذکر کیا گیا ہے' جن کے نظام ہضم کو اس وقت جانچا گیا جب وہ بچوں کے مقبول پروگرام "دی ونڈر ائرز" دیکھ رہے تھے' ان کے نظام ہضم کو اس وقت بھی جانچا گیا جب وہ کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔ نتیجہ ظاہر ہوا کہ ٹیلی ویژن دیکھتے ہوئے ان کا نظام ہضم کم کام کرتا ہے' جس کے باعث وہ موٹے ہو جاتے ہیں اور انہیں معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ ایسا کب اور کیوں ہوا؟

(جنگ لندن ۱۵ فروری ۱۹۹۴ء)

آکسفورڈ کے ماہر نفسیات نے طلبہ کی خودکشی کو معمول کی چیز قرار دے دیا

آکسفورڈ یونیورسٹی میں حال ہی میں دو طالب علموں نے خودکشی کر لی تھی۔ ان واقعات کو برطانوی میڈیا میں کافی پبلسٹی ملی ہے جس میں یہ تأثر دیا گیا ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے طلبہ اپنے تعلیمی مسائل کی وجہ سے ڈپریشن کا شکار ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے کنسلٹنٹ ماہر نفسیات ڈاکٹر کیتھ ہاٹن نے اس بارے میں اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں کہا ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے طلبہ میں خودکشی کے رجحان میں کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں ہوا۔ انہوں نے ایک نیوز کانفرنس میں بتایا کہ گزشتہ ۲۰ برسوں میں آکسفورڈ کے ۱۸ طلبہ نے خودکشی کی ہے اور اس دوران میں مجموعی طور پر ۴۱۹ طلبہ نے خودکشی کی اور ۵۰۳ بار کوششیں کی گئی ہیں۔

(جنگ لندن ۲۶ جنوری ۱۹۹۴ء)

امریکہ کے کمسن لڑکے اور لڑکیوں کا المیہ!

۲۶ مئی اور یکم جون کے درمیان دی نیویارک ٹائمز اور سی بی ایس نیوز نے ۱۳ سے ۱۷ سال تک کی عمر والے بچوں پر ملک گیر سطح کا ایک سروے کیا' جس سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ ان کے ذہنوں پر ابھی سے وہ تمام تفکرات اپنا تسلط جمائے ہوئے ہیں جن کا تعلق فطری طور پر صرف ادھیڑ عمر کے لوگوں سے ہوتا ہے۔ وہ اپنے سماج میں بڑھتے ہوئے تشدد اور شراب نوشی پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں اور روزگار کی فکر ان کی راتوں کی نیند حرام کئے ہوئے ہے کیونکہ انہیں اپنے بزرگوں کا سایہ تربیت اور دست شفقت میسر نہیں ہے۔

۵۰ فیصد بچوں کا کہنا ہے کہ ہمارے والدین کے پاس ہماری کسی قسم کی مدد کرنے کے لئے وقت ہی نہیں ہے۔ اب انہیں بڑوں کے مقابلے اپنے ہم عمروں ہی پر زیادہ انحصار کرنا پڑتا ہے بلکہ ان میں سے بیشتر کمسنی ہی سے زیادہ لاتعلق رہتے ہیں۔ ان کی بڑی تعداد اپنے خاندان کے بزرگوں سے الگ ہی رہتی ہے اور تعلق قطع کرنے پر مجبور ہو چکی ہے۔

جن بچوں پر سروے کیا گیا ان میں سے ۴۰ فیصد نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ گزشتہ ۵ سال کے دوران گولیوں سے ہونے والے اور ہونے گئے کئی کئی آدمیوں کو جانتے ہیں ان کے مطابق "اپنے قاتل اور مقتول عام طور سے دونوں ہی کمسن یعنی بیس سال سے کم عمری کے رہے ہیں۔" ۱۹ فیصد نے بتایا کہ ان کے اسکولوں میں زیر تعلیم طلباء کی کم از کم نصف تعداد ہتھیار چاقو اور بندوق وغیرہ رکھتی ہے۔ ان کی بڑی تعداد لوٹ کھسوٹ اور دھوکہ دہی جیسی گھناؤنی حرکتوں میں بھی ملوث ہے لیکن ان کی اچھی خاصی تعداد بچپن میں بتائی گئی باتوں کو قیمتی ورثہ سمجھ کر اپنائے ہوئے ہے۔

امریکہ میں کمسن بچوں کی بڑی تعداد اپنے والدین سے اجنبیت محسوس کرتی ہے کیونکہ عام طور سے والدین سے ان کی ملاقاتیں بھی شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں ان کی مائیں بھی گھر سے باہر کام کرنے جاتی ہیں' جس سے انہیں ممتا کی محبت میسر نہیں آتی۔ کوئی انہیں نصیحت کرنے والا کہانیاں سنانے والا لاڈ پیار اور محبت کرنے والا تک نہیں مل پاتا۔

ان بچوں کا کہنا ہے کہ ہمارے ماں باپ نہ ہمیں اپنے پاس بٹھاتے ہیں نہ پیار کرتے ہیں اور نہ ہی بات چیت کر پاتے ہیں۔ ہمیں بھی ان سے کوئی لگاؤ نہیں رہ گیا ہے' اس لئے چھٹی کے موقع پر ان کی نزدیکی ہمیں بہت ناگوار گزرتی ہے اور کسی بھی طرح برداشت نہیں ہوتی۔ واشنگٹن میں اولمپیا کے پاس رہنے والے ۱۹ سالہ آرون ایلم کا کہنا ہے کہ جب میرے والدین گھر پر ہوتے ہیں تب ان کی موجودگی کا کوئی احساس نہیں ہو پاتا کیونکہ ان کے پاس ہم سے بات کرنے کے لئے فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ہم کبھی ایک ساتھ باہر نہیں جاتے۔ نہ ہی کبھی ساتھ جا کر کہیں اتر پاتے ہیں۔ ان باتوں کو تو اب برسوں بیت چکے ہیں۔ شاید جب میں ننھا سا رہا تھا اسی وقت کبھی ان کے ساتھ گیا ہوں گا۔

شکاگو میں رہنے والے ۱۶ سالہ کرشنا اسمتھ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا میری ماں ہے ہی نہیں کیونکہ وہ اپنی جاب کی وجہ سے ہفتوں ہفتوں باہر رہتی ہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو میں ان سے رابطہ قائم کر کے کہہ دیتا ہوں۔ صرف اسی وجہ سے میں خود کو ان سے وابستہ محسوس کرتا ہوں۔ آج یہی توجہ میرے لئے بہت بڑی نعمت غیر مترقبہ ہے۔

۵۰ فیصد بچوں کا کہنا ہے کہ ہمارا تو سارا وقت اپنے ہم عمر ساتھیوں اور دوستوں ہی کے پاس گزر جاتا ہے اور یہ ہمیں زیادہ اچھا لگتا ہے۔ تین فیصد بچوں نے کہا کہ ان کی چاہنا ہے کہ اپنے خاندان کے ساتھ ہی وقت گزارا کریں۔ اس سے انہیں تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔

مشرقی ملکوں میں خاص طور سے بھارت (اور پاکستان) میں بھی اسی طرح کے رجحانات بہت تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ خاص طور سے شہروں کا ماحول تو کچھ ایسا بن کر رہ گیا ہے' جہاں مرد اور عورت دونوں گھر سے باہر کمائی کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں' ان کے بچے ان کی توجہ اور شفقت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ ذہن جتنی جلدی سنبھل جائے" آنے والی نسلوں کے لئے یقیناً اتنا ہی اچھا ہو گا۔

(شکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)

تین چیزوں سے ہمیشہ بچیں
شیزان' شیطان اور قادیان
قادیانی مصنوعات اور شیزان کا بائیکاٹ کریں
محمد اقبال عمران کلاتھ اسٹور دکان نمبر ۲۲
جامع کلاتھ مارکیٹ لطیف آباد یونٹ نمبر ۸

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
دبلا پن
قد بڑھائیے

مخصوص امراض
پھیکے گالے
گنجا پن

فون دکان 680840
فون رہائش 680795

پتہ: حکیم بشیر احمد بشیر ... گورنمنٹ آف پاکستان محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

جدید سائنسی تحقیقات و نظریات

تحریر۔ محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ
قسط نمبر ۲

قرآن سائنسی کتاب نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے جو اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے

سائنس کا مقام

ماضی میں جب سائنس "زوال یونان" کے بعد ایک ہزار سال تک اپاہج رہی تو مسلمانوں نے اسے دریافت کرکے زندہ کیا۔ کائنات کی بابت معلومات حاصل کرنا ساری قوم کے لئے دلکشی، ترقی اور عزت کا باعث سمجھا جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں سائنس دانوں کو "شیخ الرئیس" کہا جاتا تھا۔

سائنس ان کے لئے معاشی پیشہ یا ہنر مندی نہیں تھی بلکہ یہ ان کا جذباتی ولولہ یا شوق تھا۔ اس کے برعکس آج مسلمانوں کی سوسائٹی میں سائنس کی تعلیم ایک نمایاں ولولہ یا نصب العین کی کیفیت سے خالی ہے۔ جبکہ دور حاضر میں انسانی روح بے کلی کے ساتھ سائنس کے میدان میں آگے بڑھنا چاہتی ہے۔

سائنس دان کو چاہئے کہ وہ ایمان و اعمال صالحہ کو بجا لاتے ہوئے سائنس کے سارے نقطہ نظر کو انسان کی بھلائی اور خدمت کی طرف اسی جذبہ و شوق سے پھیلا دے جیسے وہ کسی دینی یا روحانی یا جذباتی کام میں لگا ہو۔ چنانچہ حکیم ہربرٹ اسپنسر نے تو اپنے مذہبی نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ۔

"سائنس سے غفلت کرنا بے دینی ہے، جبکہ سائنس کی محبت خاموش عبادت ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بھی جابجا انسان کو اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مظاہر قدرت کا بغور مطالعہ کرکے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

سائنس کی اہمیت

سائنس علم کے طور پر بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ سائنس کے آلات انسان کو سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ اسلام انسانوں کی ضرورت کو پورا کرنے والی چیزوں پر خاص طور پر توجہ دیتا ہے۔ نیز اسلام نے بہت سی بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرنا سوسائٹی، سماج اور ذات انسان پر فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ ان ضروریات میں سائنس کا علم بھی شامل ہے جس کو سیکھنا اس کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس سے ملک و قوم کی ترقی وابستہ ہے۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اسلام سائنسی علوم کا مخالف ہے بلکہ سائنس تو اسلام کی مرہون منت ہے۔ اگر اسلام معرض وجود میں نہ آتا تو سائنسی تعلیم پردۂ خفا میں رہتی اور انسان سائنسی سپرٹ اور تحقیقی ظرف سے متعارف نہ ہو سکتا۔

بہرحال سائنس، حقیقت میں "آیات اللہ" میں سے ہے جس کو اللہ نے فراعنہ مصر کے ہاں جنم دیا۔ منکرین و ملحد کے ہاتھوں پرورش دلوائی۔ اس کے ذریعے انہیں خدا دوستی اور خدا شناسی کی دعوت دی۔ الہامی نظریات کی صحت کا اعتراف کرایا اور ان سب کے لئے اتمام حجت بن کر رہی جنہوں نے اپنے کفر و انکار پر اصرار کیا۔ حشر کے روز ان کی اپنی سائنسی ایجادات و اختراعات ہی انہیں جھٹلانے کے لئے کافی ہوں گی۔

سائنسی تحقیقات و نظریات کی تاریخ

۶۰۰ء بعد از مسیح کا زمانہ سائنس کا قدیم زمانہ مانا جاتا ہے۔ اس دور میں انسان تجربے کا نہیں بلکہ منطق کا عادی تھا۔ یونانی فلسفیوں نے سائنس کو نظریاتی مضمون کے طور پر پیش کیا۔ بعد میں تجرباتی سائنس کی ابتداء اس وقت ہوئی جب عرب کے افق پر اسلام کی روشنی نمودار ہوئی۔

قرآن حکیم دنیا کی وہ پہلی کتاب ہے جس نے علم فلکیات کی طرف انسان کو متوجہ کرکے اسے مظاہر قدرت کے مطالعہ و مشاہدہ کی دعوت دی ہے۔

اگرچہ زمانہ قدیم ہی سے یہ ستارے صحراؤں اور سمندروں میں انسان کی راہنمائی کر رہے تھے مگر قرآن حکیم نے یہ کہہ کر ان کی اہمیت کو بڑھا دیا کہ سورج، چاند اور ستاروں میں غور و فکر کا تعلق عبادات سے بھی ہے۔ اسی لئے جوزف ہیل کہتا ہے کہ "روحانیت کے بعد مسلمانوں نے سب سے زیادہ توجہ ریاضیات اور فلکیات پر دی۔"

مسلمان سائنس دان اور حکماء نے ہی الجبراء اور کیمسٹری کے ایسے اصول اور فارمولے وضع کئے جن کے بغیر سائنس دان ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتے۔

بقول ڈاکٹر لیبان۔

"طلوع اسلام کے فوراً بعد ۱۳۲ھ میں بغداد میں مدرسہ علم ہیئت قائم ہو چکا تھا جو سات سو سال تک جاری رہا۔"

بقول "موسیو سیدیو" اس مدرسہ کے علماء و حکماء کا کمال یہ تھا کہ وہ دوربین اور کواکب کے ارتفاع معلوم کرنے والے آلہ "اصطرلاب" کی مدد کے بغیر ہی علوم فلکیات میں پورا کمال پیدا کر لیتے۔

دور اسلام کی پہلی رصد گاہ ۲۱۴ھ میں ہی دمشق میں قائم ہو گئی تھی۔ اسی طرح یورپ میں بھی پہلی رصد گاہ مسلمانوں نے قائم کی تھی۔

بقول ڈاکٹر زوریر۔

"مسلمانوں نے ان تمام سیاروں کی فہرست مرتب کی جو آسمان پر نظر آئے اور بڑے بڑے ستاروں کے نام بھی مسلمانوں نے ہی رکھے۔"

قریب قریب تمام ستاروں کے نناوے فیصد عربی نام معمولی تلفظ کی تبدیلی سے آج تک مروج ہیں۔ ان کا محل وقوع بھی وہی تسلیم کیا گیا جو مسلمان ماہرین نے متعین کیا تھا اور ان کی صحت پر آج دور جدید کی دوربینوں نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ یہی علوم تراجم کے ذریعے عربی سے دوسری مغربی زبانوں میں منتقل ہوئے۔

آٹھویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک کا زمانہ علم و حکمت کا اسلامی دور ہے۔ اس دور میں فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات اور تحقیقات سے ان کو نئی وسعت بخشی اور مسلمان سائنس دانوں کی تحقیقی کاوشوں کی بدولت دنیا جدید علم کی روشنی سے منور ہوئی۔ بلاشبہ جدید سائنس کے بانی مسلمان ہی ہیں اس پر اہل یورپ کو بھی مجال انکار نہیں۔

بعد میں مسلمانوں نے ان سائنسی علوم کی طرف توجہ دینا چھوڑ دی تو اہل مغرب نے ان علوم کو اپنا کر اتنا آگے بڑھا دیا کہ ان کے ذریعے نہ صرف چاند پر پہنچ گئے بلکہ اس سے بھی آگے ارتقائی منازل طے کر رہے ہیں۔

قرآن اور سائنس

قرآن حکیم میں تقریباً ساڑھے سات سو آیات ایسی ہیں جو کسی نہ کسی سائنسی مظاہر اور عوامل کے بارے میں اشارہ کرتی ہیں مگر ہم اپنی کم علمی کے باعث ابھی تک ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس مقالے میں تمام سائنسی تحقیقات کے بارے میں قرآن پاک کی پیش گوئیوں کا ذکر کرنے کی کوشش کریں گے۔

نظریہ اضافت

انسان کے چاند پر پہنچ جانے سے مذہبی دنیا میں تہلکہ سا مچ گیا جیسے یہ بھی شجر ممنوعہ کی طرح کوئی شجر ممنوعہ تھا جسے چھو کر انسان غلطی کر بیٹھا ہے حالانکہ قرآن حکیم نے انسان کے چاند پر پہنچنے کی نہ ممانعت کی ہے اور نہ مخالفت بلکہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ۔ "قسم ہے اس چاند کی جب پورا ہو جائے کہ تم کو

ایک کے بعد دوسری حالت پر ضرور پہنچنا ہے۔"

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان ہمیشہ ایک حالت پر جامد نہیں رہے گا بلکہ ترقی پذیر مخلوق ہونے کی وجہ سے درجہ بدرجہ ترقی کرے گا۔

اس سے قدیم فلاسفر کے اس نظریہ کی تائید بھی ہوگئی کہ "سرعت سیر" کے لئے کوئی مقدار معین نہیں' نیز اسراء نبوی ﷺ کی تائید و تصدیق کی ایک اور عقلی دلیل سامنے آگئی کہ اگر "گاگرین" نے چوبیس گھنٹوں کے اندر دنیا کے سترہ چکر لگائے تو کیا رسول پاک ﷺ راتوں رات آسمانوں کی سیر کرکے واپس نہیں آسکتے؟

عام طور پر مسلمانوں کے ہاں معراج نبوی ﷺ کے متعلق یہ توجیہہ مشہور ہے کہ ہر چیز بوقت معراج اپنی اپنی جگہ رک گئی تھی۔ اس کی تائید البرٹ آئن اسٹائن کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ۔

"کسی چیز کی رفتار روشنی کی رفتار سے زیادہ نہیں ہوسکتی اگر کسی چیز کی رفتار روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ ہوجائے تو اس کے لئے وقت بھی تھم جاتا ہے۔"

چاند میں "عرب دراڑ"

جب امریکی خلا باز چاند پر اترے تو انہوں نے چاند کے وسط میں ایک بڑی دراڑ دیکھی جو غیر معمولی نوعیت کی تھی' اس کو دیکھ کر امریکی خلا باز حیرت زدہ ہوگئے کیونکہ قدیم فلاسفہ کے نزدیک چاند میں خرق والتیام محال ہے۔ مگر جب ان کو پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کے معجزے کے طور پر چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور اس کی وجہ سے یہ دراڑ پڑی تھی تو وہ مزید حیران ہوئے اور اس کے فوٹو لئے جو بعد ازاں عالمی اخبارات میں بھی شائع ہوئے۔

چنانچہ اسی وجہ سے امریکی خلائی محکمہ "ناسا" نے اس دراڑ کا نام "عرب دراڑ" رکھا ہے۔ قرآن حکیم نے چاند کی اس دراڑ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔

"قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔"

ستارے

یونانی حکماء کہتے تھے کہ ستارے آسمان میں اسی طرح جڑے ہوئے ہیں جس طرح نگینہ انگوٹھی میں' لیکن دور حاضر میں خلا بازوں نے چاند کے گرد چکر لگا کر دیکھا اور چاند کے اوپر چڑھ کر بچشم خود چاروں طرف دیکھا تو یہ بیان دیا کہ ستارے آسمان سے نیچے خلاء میں بالکل اسی طرح رو بہ گردش ہیں جس طرح کرۂ ارض فضا میں گردش کر رہا ہے۔ اس طرح یونانیوں کے نظریہ کی تردید ہوگئی مگر قرآن مجید کے اس بیان۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح۔

"یقیناً ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کیا....."

کی تصدیق ہوتی ہے۔

پھر یہ ستارے یوں ہی گردش میں نہیں ہیں بلکہ ان کی گردش سائنسی ضابطوں اور اصولوں کے حساب سے ہے۔ جس کے متعلق قرآن حکیم نے فرمایا۔

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔

"اور سورج' چاند اور ستارے اس (اللہ) کے حکم کے تابع ہیں۔"

ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا۔

وکل فی فلک یسبحون۔

"تمام اپنے اپنے مدار (دائرہ) میں گردش کر رہے ہیں۔"

آج کل کے جدید دور میں بھی خلائی جہازوں وغیرہ کے راستوں کا حساب بھی مختلف ستاروں کی مدد سے رکھا جاتا ہے۔ جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے۔

و ھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدو ابھا فی ظلمت البر والبحر۔

"اور یہ (اللہ) وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان کی مدد سے خشکی اور پانی کے اندھیروں میں اپنے راستوں کے لئے راہنمائی حاصل کرسکو۔"

دمدار ستارے

اجرام فلکی میں ایسے ستارے بھی ظاہر ہوتے ہیں جو خاموشی سے چلتے ہوئے غائب ہوجاتے ہیں انہیں دمدار ستارے کہا جاتا ہے۔ ان میں ایک "ھیلی ای" دمدار ستارہ ہے جو گزشتہ چند سالوں میں پاکستان میں ظاہر ہوا ہے اور اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ تقریباً چھہتر برسوں میں ایک بار ظاہر ہوتا ہے۔ اس قسم کے ستاروں کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے۔

فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس۔

"قسم ہے ان ستاروں کی جو ظاہر ہوتے اور پھر کسی رکاوٹ کے بغیر چلتے ہوئے غائب ہوجاتے ہیں۔" (جاری)

قسط نمبر1

قادیانیت

جھوٹے دعویٰ نبوت سے اسمبلی کے تاریخی فیصلے تک

قادیانیت کے سدباب کے لئے تحفظ ختم نبوت کے نام سے مذہبی پلیٹ فارم تشکیل پایا

نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور آخری نبی کی حیثیت سے آپ کی بعثت سے لے کر قیامت تک تمام جہانوں کے لئے رسول اور نبی بنا کر بھیجا اور قرآن مجید میں دو سو سے زائد آیات کریمہ میں نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی حیثیت کی وضاحت بھی فرمادی۔ قرآن مجید کی ان آیات کریمہ کے علاوہ خود آنحضرت ﷺ نے اپنی ختم نبوت کی حیثیت کو مختلف انداز اور مثالوں سے واضح فرما دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

○... "میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

○... "خبردار یاد رکھو۔ نبوت اور رسالت منقطع ہوگئی۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اگر میرے بعد کوئی تمہیں یہ کہے کہ میں نبی ہوں تو تم اس کی اس بات کو ٹھکرا دینا۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

○... "میری مثال اس عمارت کی سی ہے جو مکمل ہوگئی لیکن اس کی ایک اینٹ باقی رہ گئی۔ لوگ اس کو دیکھتے ہیں اس کی تعمیل و تکمیل کی تعریف کرتے ہیں لیکن اس بات پر حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ یہ آخری اینٹ کیوں چھوڑ دی۔ پس میں قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ ہوں۔ میرے آنے سے قصر نبوت مکمل ہوگیا۔ اب کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔"

ان آیات کریمہ اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں حضور ﷺ کے دور سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے فقہاء کرام اور محدثین عظام اور علماء امت کا اس بات پر اجماع رہا کہ نبی اکرم ﷺ پر وہ سلسلہ نبوت جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا تھا ختم ہوا۔ حضور ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا جھوٹا اور مردود ہے۔ امت کا فریضہ ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کو ٹھکرا دے۔

پھر قیاس اور عقلی دلائل بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہوجائے کیونکہ جس چیز کا آغاز ہوتا ہے اس کی انتہا ضروری ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا اور آپ پر دین کی تکمیل کردی تو اب کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

ان تمام دلائل قطعیہ کی بناء پر امت نے اس عقیدۂ ختم نبوت کو اسلام کی بنیاد قرار دیا اور اس سلسلے میں معمولی سی بھی گنجائش کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے جب حضور ﷺ کی اس دنیا سے تشریف بری کے وقت مسیلمہ کذاب نے پہلے جھوٹے نبی کی حیثیت سے سر اٹھایا تو

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام تر مشکلات اور اندرونی و بیرونی فتنوں کے باوجود مسیلمہ کذاب کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ مختلف محاذوں پر لشکر اسلام برسر پیکار تھے اور نوجوان مجاہدین کی کمی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اس بڑے جہاد کے لئے محدثین کرام' مفسرین کرام' حفاظ اور قراء کرام' اسلام کے سب سے پہلے جہاد غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ان کو مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے لشکر کے خلاف جہاد کے لئے روانہ کیا۔ سچے نبی کے لشکر اور جھوٹے مدعی نبوت کے لشکر کے درمیان عظیم معرکہ ہوا۔ لشکر اسلام کے بارہ سو مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا' جس میں سے سات سو حفاظ اور قراء اور محدثین و مفسرین کرام تھے۔ کسی بھی جہاد میں اتنے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید نہیں ہوئے' جتنے اس جہاد میں ہوئے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے تمام غزوات میں شہید ہونے والوں کی تعداد ڈھائی سو سے زائد نہیں جبکہ صرف اس جہاد میں ۱۲سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس جہاد کو اتنی زیادہ اہمیت دینے سے اس عقیدہ کی عظمت اور بنیادی ہونے کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب کا لشکر بمعہ جھوٹے نبی کے جہنم رسید ہوا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ کے عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت بلند ہوئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ سنت امت کے لئے جاری ہوگئی کہ امت مسلمہ کی وحدت عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ وابستہ ہے' اس لئے اس عقیدہ کے خلاف جب بھی کوئی جھوٹا مدعی نبوت سر اٹھائے اس کو ٹھکرا کر اس کا سر کچل دیا جائے۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے ہر دور میں جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف امت مسلمہ کا طرز عمل صدیقی سنت کے مطابق نظر آتا ہے۔

برصغیر میں انگریزی دور حکومت میں مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور انگریزوں کے خلاف مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو سرد کرنے کے لئے انگریز اور اس کے پٹھوؤں نے طرح طرح کے فتنے اٹھائے تاکہ مسلمان غلامی سے نجات نہ حاصل کرسکیں اور آپس میں دست و گریبان رہیں۔ ان فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا' جس کا سب سے بڑا مقصد امت مسلمہ کی مرکزیت کو ختم کرنا اور جذبہ جہاد سے مسلمانوں کو عاری کرنا تھا۔ کیونکہ انگریز طویل تجربہ سے اس بات کی تہہ کو پہنچ چکے تھے کہ جب تک برصغیر کے مسلمانوں کا رشتہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ختم نہیں کریں گے اور ان کے دلوں سے جذبہ جہاد کو نہیں نکالیں گے اس قوم کو مکمل ختم کرنا ممکن نہیں۔ ان دو مقاصد کے لئے ان کی نظر انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑی جس کا خاندان پشتی طور پر انگریز سرکار کی وفاداری میں پیش پیش تھا۔ انگریز سرکار کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے تدریجی طور پر کام شروع کیا۔ پہلے مرحلے میں قوم کے سامنے اپنا تعارف پیش کرنے کے لئے عیسائیوں اور آریوں سے مناظروں کا آغاز کیا اور ان مناظروں کو شہرت دینے کے ساتھ ان میں بعض پیشگوئیوں کا اعلان کیا اور ان پیشگوئیوں کو اپنی صداقت کی نشانی بتایا۔ ۱۸۷۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک تصنیف "براہین احمدیہ" لکھنے کی بہت زیادہ تشہیر کی اور اس کتاب کو اسلام کی حقانیت کی ایک بہت بڑی دلیل اور نشانی کے طور پر پیش کیا۔ ان پیشگوئیوں اور براہین احمدیہ کی تشہیر کے حوالے سے علماء کرام کو تشویش ہوئی اور علماء کرام نے اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد سے بات چیت اور تحریری سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا۔ بعض قریبی علماء کرام نے اس طرز عمل کو دیکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے کنارہ کشی اختیار کی۔ ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ مکمل کی تو اس میں اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے چودھویں صدی کے "مجدد" کی حیثیت سے پیش کیا اور براہین احمدیہ کو تجدید دین کا کارنامہ ظاہر کیا۔ ۱۸۸۸ء میں بحیثیت مجدد لوگوں سے بیعت لینی شروع کی۔ براہین احمدیہ میں مجدد اور مسیح موعود کے دعویٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین آمیز الفاظ کی بناء پر ۱۸۹۰ء میں علماء لدھیانہ نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ یہ فتویٰ بعد میں اس وقت کے سب سے بڑے فقیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں توثیق و تصدیق کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کو دیکھا اور دعویٰ مجددیت کی تفصیلات معلوم کیں اور بعد ازاں مرزا کے کفریہ عقائد کی بناء پر اس پر کفر کے فتویٰ کی تصدیق و توثیق کردی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے فتویٰ کے بعد اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ آپ کے اس فتویٰ پر تمام ہندوستان کے علماء کرام نے مہر تصدیق ثبت کی۔ حتیٰ کہ حرمین شریفین کے علماء کرام نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے ان کفریہ عقائد اور جھوٹے دعوۂ نبوت کی بناء پر کفر کا فتویٰ دیا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے صرف فتویٰ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ علماء لدھیانہ اور دیگر علماء کرام کو حکم دیا کہ وہ ہر محاذ پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ جہاد کریں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا کہ وہ بھی جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں کام کریں۔ اسی بناء پر حضرت پیر مہر علی رجب گولڑہ والے مدینہ منورہ سے واپس ہوئے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مقابلے میں کام شروع کردیا۔ ابتداء میں علماء کرام نے مناظروں اور مباہلوں اور تحریری خط و کتابت کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے اس جھوٹے عقیدے سے رجوع کرنے اور توبہ کرنے کی دعوت دی۔ بہت سے مناظرے اور مباحثے ہوئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مباہلوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے راہ فرار اختیار کی۔ مولانا عبدالحق سے مباہلہ ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ کے مطابق اس مباہلہ میں عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے دعویٰ سے تائب نہیں ہوا بلکہ انگریزی حکومت کی سرپرستی میں اپنے اس ناپاک مشن یعنی عقیدۂ ختم نبوت پر زک لگانے کی جدوجہد کو تیز کردیا۔ انگریزی حکومت کے خلاف جدوجہد آزادی میں ہراول دستہ کا فریضہ انجام دینے کی بناء پر علماء کرام کے لئے پہلے ہی اذیت اور انتقام کے دروازے کھلے ہوئے تھے اب ان کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی کے مقابلے میں کام کرنے کی پاداش میں جیل اور مقدمات کے دروازے کھل گئے لیکن ان تمام صبر آزما حالات کے باوجود فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جہاد جاری رکھا۔

۱۹۳۰ء میں علماء کرام نے محسوس کیا کہ یہ فتنہ انفرادی کوششوں کے باوجود مسلمانوں میں گمراہی اور ارتداد کا سبب بن رہا ہے تو محدث العصر ولی کامل مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر کے چیدہ چیدہ اکابر علماء کرام کو دیوبند میں طلب کیا اور ان کے سامنے بہت ہی دلسوزی اور دلائل و براہین کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت بیان کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے جھوٹے دعویٰ نبوت اور انگریزی سرپرستی میں اس فتنے کے تیزی کے ساتھ پھیلتے ہوئے مضر اثرات سے آگاہ کیا۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ چھ ماہ سے میں اس فتنہ کی بابت مسلسل سوچ و بچار میں مصروف ہوں اور میری آنکھوں سے نیند غائب ہے اور اس چھ ماہ کے سوچ و بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ علماء کرام کی ایک مشترکہ جماعت ہو جو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اجتماعی طور پر مشن بنا کر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرے۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس وقت جو بھی جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلے میں حضور ﷺ کی عظمت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرے گا' قیامت کے دن اس کو حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی اور میری رائے ہے کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی ایک عالم کو امیر منتخب کرکے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں۔ تمام علماء کرام کی رائے ہوئی کہ آپ ہم سب میں بڑے اور ہم سب کے مقتداء و مرشد ہیں آپ کے دست مبارک پر ہم سب بیعت کرتے ہیں لیکن مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا نہیں یہ کام بہت طویل جدوجہد کا متقاضی ہے اور میں عمر کے آخری حصہ میں پہنچ چکا ہوں اس لئے میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری (جن کی سحربیانی اور انگریز اور قادیانیت کے خلاف تقاریر نے پورے برصغیر میں جہاد کا سماں پیدا کردیا تھا) کو امیر شریعت مقرر کرکے اس کے ہاتھ پر خود بھی بیعت کرتا ہوں۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی اس تجویز سے تمام علماء کرام نے اتفاق کیا اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دست مبارک پر

بیعت کی۔ اس طرح ۱۹۳۰ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے مشترکہ جدوجہد کا آغاز کیا۔ مجلس احرار اسلام ایک طرف جدوجہد آزادی میں بھی سرگرم عمل تھی۔ دوسری طرف اس کا شعبہ تبلیغ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہوگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پورے ملک میں قادیانیت کے عزائم مسلمانوں پر ظاہر ہوگئے۔ انگریزی حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے جو لوگ کھلے عام قادیانیت کے خلاف کام نہیں کرسکتے تھے، مجلس احرار اسلام کے رضاکاروں کی حوصلہ افزائی سے ان میں بھی ہمت پیدا ہوئی اور مسلمانوں نے اس ارتداد کے فتنہ کو روکنے کے لئے جدوجہد شروع کردی۔ قادیانیوں نے مجلس احرار اسلام کی اس تحریک ختم نبوت کو روکنے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی۔ جیل و مقدمات مجلس احرار اسلام کے رضاکاروں کے لئے عام سی بات ہوگئی۔ ادھر قادیانیوں نے غیر مرزائیوں یا مرزائیت سے راہ فرار اختیار کرنے والوں کا جینا دوبھر کردیا۔ مجلس احرار اسلام نے ان واقعات کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ قادیان میں دفتر قائم کیا جائے۔ اس سلسلہ میں رضاکار گئے تو قادیانیوں نے ان رضاکاروں کو بہت مارا پیٹا، بڑی مشکل سے یہ رضاکار جان بچاکر واپس ہوئے، کئی ماہ اسپتال میں ان رضاکاروں کو رہنا پڑا۔ اس واقعہ کے بعد تو ضروری ہوگیا کہ قادیان میں مرکز قائم ہو۔ آخر کار ۱۹۳۵ء میں مجلس احرار اسلام نے اپنا دفتر قادیان میں قائم کیا اور مولانا عنایت اللہ چشتی کو اس کا نگران مقرر کیا۔ اس طرح قادیان میں کام شروع ہوا۔ دفتر کے قیام کے بعد قادیان میں "تبلیغ کانفرنس، قادیان" کے نام سے ایک عظیم الشان جلسے کا اعلان کردیا گیا۔ کانفرنس بہت زیادہ کامیاب ہوئی۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرکز قادیانیت میں قادیانیت کو بے نقاب کیا۔ قادیانیوں کی شکایت پر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو گرفتار کرکے مقدمہ چلایا گیا۔ پہلے مرحلے میں چھ ماہ قید کی سزا سنائی گئی لیکن سیشن جج مسٹر کھوسلہ کی عدالت میں اپیل دائر کی گئی جس میں شاہ صاحب کی سزا ختم کرکے ان کو بری کیا اور مرزائیت کے متعلق مسٹر کھوسلہ نے تاریخی فیصلہ سنایا اور شاہ صاحب کی تقریر کو مرزا قادیانی کی طرف سے اشتعال انگیزی کا جواب قرار دیتے ہوئے شاہ صاحب کی سزا کو تابرخاست عدالت محدود کردیا۔ مجلس احرار اسلام کی اس کامیابی نے مسلمانوں کے لئے فتح و نصرت کے دروازے کھول دیئے اور قادیان کے اطراف میں اور زیادہ تیزی سے تحریک شروع ہوگئی۔ تحریک آزادی کی وجہ سے فیصلہ کن تحریک کا مرحلہ بہت مشکل تھا لیکن مجلس احرار اسلام کی وجہ سے قادیانیت کا تیزی سے پھیلتا ہوا فتنہ ارتداد قدرے محدود ہوگیا اور مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے واقفیت ہوگئی۔

قیام پاکستان کے بعد عام تاثر یہ تھا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، اس لئے اس میں اسلامی تعلیمات کا نفاذ ہوگا اور قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کئے جائیں گے لیکن بدقسمتی سے کلیدی اسامیوں اور فوج کے اہم عہدوں پر قادیانی افسران قابض ہوگئے۔ وزارت خارجہ کے منصب پر سر ظفر اللہ کو بٹھایا گیا یہ افسران حاکم بعد میں قادیانی پہلے تھے، انہوں نے اپنے عہدوں سے قادیانیت کی تبلیغ شروع کی اور حکومت کو اپنے دائرۂ اثر میں لے لیا۔ مسلم لیگ نے پہلے انتخابات میں بہت سے قادیانیوں کو اپنا امیدوار نامزد کیا لیکن احرار اسلام کی کوششوں سے یہ تمام امیدوار ناکام ہوگئے۔ قادیانیوں نے مختلف شہروں میں جلسے کرنے کی کوشش کی مجلس احرار اسلام نے ان کو ناکام بنا دیا۔ ۱۹۴۹ء میں مرزا محمود نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی مہم شروع کی جائے اور ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ قادیانیوں کے دشمن مسلمانوں پر قادیانیوں کی فتح ہوجائے اور قادیانیوں کے دشمنوں سے انتقام لیا جائے۔ خصوصاً احرار اسلام کے قائدین سے بھرپور انتقام لیا جائے۔ پہلے مرحلے میں بلوچستان کو احمدی صوبہ اور کشمیر کو احمدی ریاست میں تبدیل کرنے کی مہم شروع کی جائے۔ ادھر سر ظفر اللہ اور دیگر کلیدی عہدوں پر فائز افسران کی بدولت قادیانیوں نے چنیوٹ کے قریب ایک خطہ پر قبضہ کرکے اس کو قادیانی اسٹیٹ کی شکل دے دی تھی اور کسی غیر قادیانی کو اس میں بسنے کی اجازت نہیں تھی حتیٰ کہ غیر قادیانی افسران کا تقرر بھی اس قصبہ میں ممکن نہیں تھا۔ ملک کا دارالحکومت ہونے کی وجہ سے کراچی پر بھی عملی طور پر قادیانیوں نے ایک حد تک قبضہ جمایا ہوا تھا۔ ادھر مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت اس کے کام میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ مسلم لیگ اس کو اپنا حریف سمجھتی تھی اور قادیانی مسلم لیگ اور مجلس احرار اسلام کی اس لڑائی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے تھے۔ اس صورتحال کے پیش نظر ۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مجلس احرار اسلام کا اجلاس طلب کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام اب یکسوئی کا متقاضی ہے۔ سیاسی چپقلش سے اس مشن اور کاز کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس لئے ہم صرف قادیانی فتنہ ارتداد کے خلاف اجتماعی طور پر کام کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اس لئے جو حضرات سیاسی میدان کے شہسوار ہیں وہ مسلم لیگ یا کوئی اور سیاسی پلیٹ فارم استعمال کریں۔ ہم لوگ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے صرف قادیانی سرگرمیوں کو روکنے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے اپنی جدوجہد سیاسی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر کریں گے۔ یہ تجویز اگرچہ سیاسی کارکنوں کے لئے قبول کرنا بہت مشکل مرحلہ اور سیاسی کیریئر کا خاتمہ تھا لیکن مجلس احرار اسلام میں اطاعت امیر کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ سب نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ جو آپ کی رائے وہ ہمارے لئے قبول۔ اس طرح ۱۹۴۹ء میں مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کردی گئی اور قادیانیت کے سدباب کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے مذہبی پلیٹ فارم تشکیل پایا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری حسب سابق اس جماعت کے بھی امیر قرار پائے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، شیخ حسام الدین وغیرہ نے سیاست کو خیرآباد کہہ کر تبلیغ عقیدۂ ختم نبوت کے کام کو سنبھالا۔ بعض دیگر رہنما مسلم لیگ کے پلیٹ سے سیاسی جدوجہد کے لئے شریک سفر ہوگئے۔ بعض احباب نے گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرلی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیت کے خلاف سرگرمیاں شروع کیں اور ملک کے مختلف حصوں میں جلسوں کا انعقاد کیا۔ لائل پور (فیصل آباد) اور سیالکوٹ میں قادیانیوں کی کانفرنسوں کو ناکام بنایا، پشاور یونیورسٹی میں قادیانیوں کے جلسے کو مسلمانوں کے جلسہ میں تبدیل کیا لیکن حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے قادیانیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے خصوصاً سر ظفر اللہ خان نے تو قادیانیت کی تبلیغ کو ایک مشن بنالیا ۱۹۵۲ء میں مرزا محمود نے پھر اس اعلان کا اعادہ کیا کہ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کے لئے تیار ہوجاؤ۔ ادھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت چنیوٹ میں سالانہ جلسہ ہوا ۳۱ دسمبر کی رات کو عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر شروع ہوئی۔ رات بارہ بجے کے بعد ۱۹۵۳ء کا سال شروع ہوا تو امیر شریعت نے اعلان کیا کہ۔

"مرزا محمود تم نے دعویٰ کیا تھا ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے۔ سن لو ۱۹۵۲ء گزر گیا اب انشاء اللہ ۱۹۵۳ء مجلس تحفظ ختم نبوت اور ختم نبوت کے شیدائیوں کا سال ہے اب اس ملک میں محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت گونجے گی جھوٹے نبی کے دجل و فریب کا پردہ چاک ہوگا۔ پاکستان اسلامی ملک ہے مسلمانوں کا ملک رہے گا۔ خدا نے ہمیں تیرے قدموں میں گرنے سے بچالیا ہے اب ۱۹۵۳ء ہمارا ہے دیکھیں اب ہمارا خدا تجھ سے اور تیری جماعت سے کیا معاملہ کرتا ہے۔"

ادھر حکومت نے جداگانہ انتخابات کا اعلان کردیا، جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں درج نہیں کیا، جس سے ظاہر ہوا کہ حکومت کے نزدیک ان کی حیثیت مسلم فرقہ کی ہے۔ دوسری طرف قادیانیوں نے ۱۷۔۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو کراچی میں ایک جلسہ کا اعلان کردیا جس میں سر ظفر اللہ نے زندہ اسلام (قادیانیت) کے موضوع پر تقریر کرنی تھی۔ سرکاری سرپرستی میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ بڑے بڑے قد آدم پوسٹر چسپاں کئے گئے۔ تقریر میں سر ظفر اللہ نے اسلام کو مردہ (نعوذ باللہ) اور قادیانیت کو زندہ اسلام کہہ دیا۔ مسلمان موجود تھے۔ احتجاج شروع ہوا۔ لاٹھی چارج کے بعد جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس واقعہ کا سنجیدگی سے نوٹس لیا اور ۲ جون ۱۹۵۲ء تمام جماعتوں پر مشتمل ایک نمائندہ اجلاس بلایا جس میں سید سلیمان ندوی، مفتی محمد شفیع، مولانا حامد بدایونی، مفتی محمد یوسف کلکتوی، مفتی داؤد، مولانا سلطان احمد، علامہ احمد نورانی، مولانا لال حسین اخترؒ، الحاج ہاشم گزدر، مفتی جعفر حسین، مولانا احتشام الحق تھانوی شریک ہوئے۔ اجلاس میں

تین مطالبے تجویز ہوئے۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جائیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔ تمام کلیدی اسامیوں سے قادیانی افسران کو علیحدہ کیا جائے۔

اس اجلاس میں ایک بورڈ تشکیل دیا گیا جس کے ذمہ آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ۱۳؍ جولائی ۱۹۵۲ء کو اس بورڈ نے کنونشن کا فیصلہ کیا اور درج ذیل جماعتوں کو دعوت دینے کا فیصلہ کیا۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان، جمعیت علماء پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام، تنظیم اہلسنّت والجماعت، جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی، حزب اللہ، مشرقی پاکستان، ادارہ تحفظ حقوق شیعہ۔

۵ اگست کو مشترکہ میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ ۱۶-۱۷-۱۸؍ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں کنونشن کے دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں۔ اس فیصلے کی روشنی میں دعوت نامے جاری کر دیئے گئے۔ اس کنونشن کی تیاری اور سر ظفر اللہ خان کی کراچی کی تقریر اور مسلمانوں پر لاٹھی چارج اور گرفتاریوں کے خلاف پورے ملک میں جلسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حکومت نے ان جلسوں اور جلوسوں کو روکنے کے لئے تمام ملک اور ملک کی تمام مسجدوں میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ گرفتاریوں اور لاٹھی چارج کا لاانتہائی سلسلہ شروع ہو گیا۔ پوری حکومت مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو ناکام بنانے کے لئے سرگرم عمل ہو گئی۔ کراچی کنونشن بہت کامیاب رہا اور تمام مکاتب فکر کے بڑے بڑے علماء کرام شریک ہوئے اور درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

○... خواجہ ناظم الدین مطالبات تسلیم نہیں کر رہے، اس لئے راست اقدام ناگزیر ہے۔

○... قادیانیوں کے ساتھ کامل مقاطعہ کیا جائے۔

○... سر ظفر اللہ برطرف نہیں کئے گئے، اس لئے خواجہ ناظم الدین استعفیٰ دیں۔

ان فیصلوں کی روشنی میں مطالبات کی منظوری کے لئے پرامن تحریک کا سلسلہ پورے ملک میں شروع ہو گیا۔ ایک ماہ کا حکومت کو نوٹس دیا گیا۔ نوٹس کی مدت قریب آتی جا رہی تھی اور حکومت کی سرد مہری اپنی جگہ باقی تھی۔ ۱۸؍ فروری کو خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کے بعد مجلس کے رہنماؤں نے محسوس کیا کہ مطالبات کی منظوری کے بجائے تحریک کو ناکام بنانے کے لئے علماء کرام اور رہنماؤں میں اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے راست اقدام کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں ۲۲؍ فروری کو کراچی میں آخری جلسہ ہوا، جس میں پورے ملک میں گرفتاریوں کا طریقہ کار طے کر کے ۵-۵ رضاکاروں کی گرفتاری کا پرامن مرحلہ شروع کیا گیا۔ کراچی کے جلسے کے بعد لاہور میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ مرکزی حکومت نے رہنماؤں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا۔ مولانا ابوالحسنات، مولانا عطاء اللہ بخاری اور دیگر رہنماؤں و رضاکاروں سے جیلیں بھر دی گئیں۔ لاہور میں جلوس کے شرکاء پر گولی چلا کر ہزاروں نوجوانوں کو شہید کیا گیا۔ شہر کو فوج کے حوالے کر کے جزوی مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ پورے ملک میں نہتے مسلمانوں کو کچلنے کے لئے تشدد کا سخت ترین راستہ اختیار کیا گیا۔ تمام رہنماؤں کو شہروں کی جیلوں سے نکال کر سندھ کی خطرناک جیلوں میں منتقل کر دیا گیا۔ ۲۶؍ جنوری سے ۱۰؍ مارچ تک تحریک تیزی کے ساتھ چلتی رہی، اس کی شدت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس مدت کے دوران ایک لاکھ سے زائد مجلس تحفظ ختم نبوت کے رضاکاروں نے گرفتاریاں پیش کیں اور دس ہزار سے زائد جانثاران ختم نبوت نے جام شہادت نوش کیا۔ پورا ملک اس دوران بدامنی کا شکار رہا۔ آخرکار حکومت نے فوج کی مدد سے اس تحریک کو دبا دیا۔ مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سیل کر کے ریکارڈ ضبط کر لیا گیا۔ رہنماؤں کو دو سال سے زائد جیلوں میں بند رکھا گیا۔ اگرچہ تحریک ظاہری اعتبار سے ناکام ہوئی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطالبات منظور نہیں کئے گئے لیکن اس تحریک کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے عزائم بے نقاب ہو گئے اور قادیانیوں کی طرف سے پاکستان یا کشمیر اور بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب کی تعبیر پوری نہ ہو سکی۔ اس تحریک کو کچلنے میں اسکندر مرزا، جنرل اعظم خان، مسٹر بی جی احمد، مسٹر ایم بی احمد کا سب سے زیادہ ہاتھ تھا جبکہ خواجہ ناظم الدین کی بزدلی اور دیگر مسلمان وزراء کی مصلحت پسندی اس میں بہت زیادہ دخیل تھی۔

رہنماؤں کے جیل میں ہونے کی وجہ سے اجتماعی کام میں رخنہ پڑا اور ایک دور میں ایسا محسوس ہونے لگا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا وجود ہی سرے سے ختم ہو گیا۔ لیکن جیسے جیسے رضاکار رہا ہوتے گئے اپنے کام کا پھر سے آغاز شروع کرتے گئے۔ غور و فکر شروع ہوا کہ اب کس انداز و نہج پر کام کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ۲۰-۲۱؍ اپریل ۱۹۵۴ء کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے یہاں قائدین کا اجلاس ہوا، جس میں ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا محمد علی جالندھری، قاضی احسان شجاع آبادی، مولانا سید عطاء المنعم بخاری، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری، شیخ حسام الدین، مولانا مجاہد الحسینی وغیرہ حضرات شریک ہوئے۔ طے پایا کہ شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری مجلس احرار اسلام کے سربراہ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ ہوں گے اور اسی اجلاس میں فریقین نے دفاتر وغیرہ تقسیم کر لئے۔ اس طرح ۱۹۵۴ء میں اس تجویز کی عملی شکل ظہور پذیر ہوئی۔ جس کا اعلان ۱۹۴۹ء میں کیا گیا تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس ۳-۵؍ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا، جس میں جماعت کے دستور وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔ ۳؍ ستمبر ۱۹۵۴ء کو جماعت کا پہلا انتخاب ہوا جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری امیر، مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور ملتان میں صدر دفتر تجویز ہوا اور اتفاق رائے سے مجلس تحفظ ختم نبوت کا دستور منظور کیا گیا، جس کی سب سے اہم شق یہ تھی۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت کا دائرۂ عمل صرف تبلیغ دین اور اشاعت اسلام تک محدود ہوگا، اس مجلس کے ارکان و مبلغین ملک کی مروجہ سیاسیات یعنی الیکشن سرگرمیوں اور جنگ اقتدار میں من الحیث الجماعت قطعاً کوئی حصہ نہیں لیں گے۔"

اس دستور کی روشنی میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے پورے پاکستان میں اپنے مبلغین اور رضاکاروں کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف ایک محاذ پر کام شروع کیا اور حکومتی محاذ پر مطالبات کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا مرحلہ شروع کیا۔

۲۱ اگست کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے انتقال کے بعد ۵-۶-۷؍ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں مولانا محمد علی جالندھری کو آئندہ کے لئے امیر کے فرائض انجام دینے کی تجویز منظور ہوئی۔

۳ شوال ۱۳۸۲ھ کے اجلاس میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو باضابطہ امیر جماعت منتخب کیا گیا۔

۱۰ ستمبر ۱۹۶۶ء کے اجلاس میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی امیر مرکزیہ کی وفات کے بعد مولانا محمد علی جالندھری کو نئے انتخابات تک کے لئے امیر تجویز کیا گیا۔

۹ مارچ ۱۹۶۷ء کے اجلاس میں اتفاق رائے سے مولانا محمد علی جالندھری کو مستقل امیر منتخب کیا گیا۔

۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ کو مولانا محمد علی جالندھری رحلت فرما گئے تو ۲۸؍ اپریل ۱۹۷۱ء کے اجلاس میں مولانا لال حسین اخترؒ کو امیر مقرر کیا گیا۔

۶ جون ۱۹۷۳ء کو مولانا لال حسین اخترؒ کے انتقال کے بعد مولانا محمد حیات صاحب کو نئے انتخابات تک امیر مقرر کیا گیا۔

یکم مارچ ۱۹۷۴ء کے اجلاس میں جماعت کے نئے انتخابات کے لئے محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو کنوینر مقرر کیا گیا۔

۹ مارچ ۱۹۷۴ء کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو امیر اور مولانا خواجہ خان محمد (موجودہ امیر مرکزیہ) کو نائب امیر منتخب کیا گیا۔

مولانا سید محمد یوسف بنوری نے امیر منتخب ہوتے ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو تیز کرنے کی ہدایت کی اور عرب ممالک میں بھی حکمرانوں اور مسلمانوں کو اس فتنہ ارتداد سے آگاہ کیا۔ پاکستان میں تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کیا گیا۔ ۲۹؍ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔ آزاد کشمیر کی اس قرارداد کی حمایت کی اور قادیانیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی۔ آزاد کشمیر کی اس قرارداد کے بعد قادیانیوں نے خطرہ محسوس کر لیا کہ اب پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک کامیاب ہو جائے گی، اس لئے انہوں نے مختلف ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ (جاری)

دوسری اور آخری قسط

از۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

قادیانیت اسلام اور نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت

علمی اور تاریخی حیثیت سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ قادیانیت فرنگی سیاست کے بطن سے وجود میں آئی ہے

افسوس کہ عالم اسلامی نے اب تک قادیانیت کے خطرے کو نہیں سمجھا ہے' عالم اسلامی اب تک اس حقیقت سے پورے طور پر آگاہ نہیں کہ قادیانیت محض ایک عقیدہ یا مذہبی فرقہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے نظم ملی کو درہم برہم کرنے کی ایک منظم سازش ہے' سید محمد ﷺ کے لائے ہوئے اسلام کے خلاف ایک خطرناک بغاوت ہے' قادیانیت کو اس اسلام سے عناد ہے' اور ہر ہر معاملہ میں وہ اس کی مزاحم ہے' قادیانیت چاہتی ہے کہ عقائد و افکار اور جذبات میں اسلام کی جگہ اسے مل جائے اور بنی آدم کی اطاعت و محبت اور احترام و عقیدت سے جو حصہ وافر اسلام کو ملا ہے' وہ اس کی طرف منتقل ہوجائے' قادیانیت صاف طور پر اعلان کرتی ہے کہ مرزا صاحب نہ صرف صحابہ کرام اور امت کے جلیل القدر اولیاء و مجددین و ائمہ عظام سے بزرگ تر ہیں' بلکہ بہت سے اولو العزم انبیاء و رسل (علی نبینا علیہم السلام) سے افضل و اقدس ہیں' قادیانیت کی نظر میں اصحاب نبی ﷺ اور مرزا غلام احمد صاحب کے حواریوں اور اصحاب میں کوئی فرق نہیں ہے' مرزا صاحب کا مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کے برابر بلکہ شاید کچھ زیادہ ہے' ان کے خلفاء' خلفاء راشدین کے ہمسر ہیں' ان کا شہر قادیان شرف و مجد میں مکہ معظمہ اور مدینۃ الرسول کا ہم پلہ ہے' اور قادیان کا حج مکہ مکرمہ کے حج سے کمتر نہیں ہے۔

مرزا بشیر الدین قادیانی خلیفہ دوم کی "حقیقۃ النبوۃ" دیکھئے! مرزا غلام احمد کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔

"وہ بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گئے۔"

اخبار الفضل ج ۱۴' ۲۹ر اپریل ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ۔

"دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہت سوں سے آپ بڑے تھے' ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔"

یہی اخبار جلد ۵ مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں اصحاب نبی اور اصحاب مرزا کو برابر قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

"پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں' یہ دونوں فرقے در حقیقت ایک ہی جماعت ہیں' صرف زمانہ کا فرق ہے' وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں' یہ بعثت ثانیہ کے۔"

اخبار الفضل جلد ۳ نمبر ۵۵ میں ہے کہ۔

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔"

اور "انوار خلافت" میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان لکھتے ہیں کہ۔

"اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔"

قادیانیت اسی پر بس نہیں کرتی بلکہ حضور سید الاولین والآخرین علیہ الصلاۃ والسلام سے افضلیت کا دعویٰ کرتی ہے' مرزا غلام احمد اپنے "خطبہ الہامیہ" میں فرماتے ہیں۔

"ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا' اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کی انتہا نہ تھا' بلکہ اس کے کمالات کی معراج کے لئے پہلا قدم تھا' پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

اور مزید یہ بھی کہتے ہیں۔

لہ خسف القمر المنیر و ان لی غسا القمران المشرقان اتنکر؟

"ان کے (یعنی نبی کریم کے) لئے صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا اب کیا انکار کرے گا؟"

قادیانیت کی نظر میں مرزا صاحب کے مدفن کا بھی وہی مرتبہ ہے' جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا۔ ملاحظہ فرمائیے' صحیفہ تربیت قادیان کی طرف سے قادیان جانے والوں کے لئے ہدایت کا اقتباس!

"اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے' آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں' جو رسول کریم ﷺ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں' کیا ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔"

علی ہذا قادیانی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا قادیان تین مقدس و متبرک مقامات میں سے ایک ہے' مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"خدائے تعالیٰ نے ان تینوں مقامات (مکہ' مدینہ اور قادیان) کو مقدس کیا اور تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چنا۔"

پھر ایک قدم اور بڑھا کر قادیانیت بلد حرام اور مسجد اقصیٰ کے متعلق قرآنی آیت کو قادیان پر چسپاں کرتی ہے' مرزا غلام احمد صاحب کا ارشاد ہے کہ۔

ومن دخلہ کان آمنا۔

ان کی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا گیا ہے۔

"در ثمین" ص ۵۲ پر ارشاد ہے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۳۲ء میں رقم طراز ہے۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔

کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔

اور جب یہ بات ہے کہ قادیان بلد اللہ الحرام کا ہم مرتبہ بلکہ کچھ سوا ہے تو لامحالہ اس کا سالانہ حج کے برابر کچھ فائق تر ہوگا' چنانچہ میاں محمود احمد صاحب خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

"اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے' اور تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔"

اور قادیانی جماعت کے ایک اور بزرگ ایک قدم آگے بڑھ کر فرماتے ہیں کہ۔

"جیسے احمدیت کے بغیر یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے' اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے' کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔"

ان باتوں سے اندازہ کیجئے کہ قادیانیت کس طرح ایک مستقل عالمی دین بننے کے لئے کوشاں اور امیدوار ہے' جس کا خود اپنا ایک نبی ہو' صحابہ اور خلفاء ہوں' مقامات مقدسہ ہوں' اپنی مستقل تاریخ اور شخصیات ہوں' اپنا مستقل ادب اور لٹریچر ہو' اور متبعین کا رشتہ اسلام کے لاثانی ورثہ سے اس کی تاریخ اور شخصیات سے' اس کے اولین سرچشموں اور ماخذوں سے' اس کے مقدسات اور روحانی مراکز سے منقطع کرکے کسی طرح ان میں سے ہر ایک کے عوض میں

ایک نئی چیز اپنے متبعین کے لئے فراہم کرتی ہے' مگر ان چیزوں کا بدل کوئی چیز کہاں بن سکتی ہے' معاذ اللہ عن ذلک۔ اور اس طرح سے انسان نبی عربی ﷺ کی محبت و طاعت کی سرشاری' آپ کے ذکر کی شیفتگی' آپ کی سیرت پاک کے مطالعہ اور آپ کے نقش قدم کے اتباع سے برگشتہ ہو کر نبی قادیانی کی محبت میں اور اس کی عظمت و عبقریت کے گن گانے میں' اس کی تاریخ کا مطالعہ کرنے میں اور اس کے نقش قدم پر چلنے میں مبتلا ہو جاتا ہے' وہ انسان اسلام کی تابناک تاریخ' ایمان و جوانمردی کی تاریخ' شرافت انسانی کی تاریخ کو چھوڑ کر ایک ایسی تاریخ پر فریفتہ ہو جاتا ہے' جو سراسر ذلت و مسکنت کی تاریخ ہے' ظالم حکمرانوں اور جابر حکومتوں کی حاشیہ نشینی کی تاریخ ہے' جی حضوری اور چاپلوسی کی تاریخ ہے' اور جاسوسی اور منافقت کی تاریخ ہے۔

وہ انسان ان اسلامی شخصیتوں سے منہ موڑ کر جو بجا طور پر سرمایہ انسانیت اور آدمیت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں' انسانیت کے ان سپوتوں سے منہ موڑ کر جو فضیلت کے پہاڑ اور تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں' ان پست فطرت اور دجاب آسا لوگوں کا گرویدہ ہو جاتا ہے' جو خلاموں کی زبان کے سوا کوئی زبان نہیں جانتے' اور جنہیں ضمیر فروشی کے علاوہ کوئی دوسرا فن نہیں آتا' وہ انسان زندہ و پائندہ اسلامی علوم و معارف کو پس پشت ڈال کر ایک ایسے فرومایہ اور رکیک لٹریچر کی طرف مائل ہو جاتا ہے' جس میں رکاکت قش کلامی کھلے ہوئے تناقض' سفید جھوٹ' لمبے چوڑے دعووں' مضحکہ خیز تاویلوں اور ایسی پیش گوئیوں کے طومار کے سوا جو سچی نہ ہوئیں' کچھ ہاتھ نہیں آتا' اور وہ انسان اس مقدس شہر سے جہاں وحی نازل ہوئی ہے' اور جہاں ملائک اترتے ہیں' جہاں مدرسہ انسانیت ہے' جو پناہ گاہ آدمیت ہے' اور جس کے افق سے اس عالم کی صبح صادق نمودار ہوئی' اس شہر سے رشتہ عقیدت توڑ کر اس شہر کو مرکز عقیدت بناتا ہے' جو جاسوسی کا آشیانہ اور ملت اسلامی کے قصر کالم کا گڑھ ہے' یہ ہے ملت قادیانی جو ہر خیر کو ایک شر سے بدلتی ہے۔ بئس للظالمین بدلا۔

قادیانی مذہب عالم اسلامی کے جسم کا وہ مادۂ فاسد ہے' جو اس کے شریانوں میں بے غیرتی اور بزدلی' مغربی سامراجیوں کے حضور جبہ سائی اور کاسہ لیسی اور ان ظالم حکمرانوں کے لئے تذلل اور نیاز مندی کا زہر پھیلاتا ہے' جنہوں نے اللہ کی زمین کو جور و فساد سے بھر دیا' اور دنیا کے مسلمانوں کو اپنی غلامی کے شکنجے میں کس لیا ہے۔

یہ وحدت کلمہ کو پارہ کر کے دنیائے اسلام کو انتشار فکر میں مبتلا کرتی ہے' اسلام کے حقیقی سرچشموں' اس کے اصلی ماخذوں اور مستند بزرگوں پر اعتماد کو متزلزل کرتی ہے' امت کے شاندار ماضی' اس کے تابناک ایام اور جلیل القدر شخاص سے امت کا رشتہ کاٹتی ہے' اور نبوت کے نئے نئے عویداروں اور طفیلیوں کے لئے راہ ہموار کرتی ہے' وہ اسلام کی لازوال طاقت اور سدابہار زندگی سے بدگمان کرتی ہے' اور مسلمانوں کو ان کے مستقبل کی طرف سے مایوس کرتی ہے۔

قادیانیت مسلمانوں کا ذہن' عالی مسائل اور اس نظام عدل کی اقامت سے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پیدا فرمایا تھا' ہٹا کر لاطائل مسائل کی طرف لگاتی ہے' اور اس عظیم امت کو اس یورپین قوم کی گاڑی کا قلی بنانے کی کوشش کرتی ہے' جس کے ایماء سے یہ پیدا ہوئی' اور جس کی حفاظت میں یہ پلی۔

افسوس قادیانیت نے مرزا غلام احمد صاحب کو نبوت کا تاج پہنا کر انسانیت کو اتنا ہی سرنگوں کر دیا جتنا محمد ﷺ کی نبوت نے اسے سربلند کیا تھا' قادیانیت نے پوری انسانیت کی تذلیل کی ہے' اس کی جبین شرافت پر داغ لگایا ہے' اس لئے اس کا وجود ایک ایسے گناہ کا وجود ہے' جو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا' اور ایک ایسے جرم کا وجود ہے' جس کو تاریخ بھلا نہیں سکتی۔

قادیانیت کا مسئلہ کسی ایک ملک یا حکومت کا مسئلہ نہیں ہے' یہ پوری دنیائے اسلام کا مسئلہ ہے' یہ عقیدۂ اسلامی کا سوال ہے' عزت رسول' کا سوال ہے! شرف انسانیت کا سوال ہے! اور اس کرۂ ارض میں ایک ذرۂ خیر نہیں' اگر یہ عقیدہ مٹ جاتا ہے' اگر اس عزت کو ہاتھ لگایا جاتا ہے' اور اگر اس شرف کو داغدار کیا جاتا ہے!!

یہ چند ٹھوس حقائق ہیں' لیکن جو لوگ واقعات سے دور اور اوہام و خیالات ہی کی دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں' اور حقیقتوں کے بارے میں بھی اپنے آپ کو دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں' ان کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی نظر میں دین و عقیدہ کی خود کوئی قیمت نہیں' اور جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں' ان کو مطمئن کرنے کے لئے میرے پاس کوئی زبان یا قلم نہیں۔

یا رب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

اخبارِ ختم نبوت

مولانا عبداللہ درخواستی کی وفات پر تعزیتی اجلاس

اسلام آباد۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے سانحہ ارتحال پر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد میں تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اورنگ زیب اعوان اور حافظ محمود الحسن نے کہا کہ مولانا تحریک تحفظ ختم نبوت کے عظیم قائد تھے۔ تحریک ہائے ختم نبوت میں ان کے مجاہدانہ اور قائدانہ کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ان کا انتقال علم کی دنیا کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ان کی علمی اور سیاسی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ایک تاریخ ساز شخصیت تھے اور انہوں نے ہر مشکل دور میں امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ مولانا عبداللہ درخواستی نے ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ اور جمعیت علماء اسلام کو فعال بنانے کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ وہ اسلام کے عظیم مبلغ اور اسکالر تھے۔ آخر میں انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ تعزیتی اجلاس میں حافظ محمد رمضان نقشبندی' شوکت حیات' محمد اشرف فریدی' محمد تملو' طاہر محمود' وسیم احمد' چوہدری عبدالستار' ذوالفقار احمد و دیگر جماعتی کارکنوں نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے رہنماؤں مولانا محمد عبدالخالق رحمانی' محمد محبوب عالم' قاری عبدالجبار' محمد شکور رانا' مشتاق احمد خاں' سید انعام اللہ شاہ بخاری' قاری غلام نبی' محمد اسلم بھٹی' محمد اسد اللہ نے اپنے مشترکہ بیان میں ممتاز بزرگ عالم دین شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مرکزی امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور کہا کہ اس سانحہ سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو شاید کبھی بھی پر نہ ہو سکے گا۔ مرحوم کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ صلاحیتوں اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے' باطل کے سامنے ڈٹ جانے کا جذبہ' جرات' ہمت اور حوصلہ ناقابل فراموش تھا اور اس حوالہ سے بھی مرحوم کی یاد تازہ اور زندہ رہے گی۔ ان رہنماؤں نے دعائیہ کلمات میں کہا کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور تمام سوگواران متعلقین و لواحقین اہل گھرانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے مشن کے لئے جدوجہد جاری رکھنے کی ہمت اور جرات عطا فرمائے۔ ●●

جناب عبدالرؤف خان کی اسلام آباد آمد

اسلام آباد۔ گزشتہ روز ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے صدر جناب عبدالرؤف خان(ختم نبوت' کے محاذ پر قدرت کا عظیم عطیہ) اسلام آباد دفتر پہنچے' جہاں ناظم دفتر حافظ محمد رمضان اور محمد اشرف فریدی نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد مولانا محمد اورنگ زیب اعوان سے ملاقات پر انہوں نے کہا کہ الحمدللہ یوتھ فورس کی کاوشوں سے ضلع مانسہرہ کے 9 قادیانی افراد نے مرزا قادیانی کی نبوت کاذبہ پر لعنت بھیج کر اسلام کے سایہ

رحمت میں پناہ لے لی ہے۔ ضلع مانسہرہ کے مختلف علاقوں میں دفاتر قائم کئے جارہے ہیں اور عنقریب گڑھی حبیب اللہ میں ایک ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی' جس میں مقامی علماء کرام کے علاوہ رابطہ عالم اسلامی کے ڈپٹی ڈائریکٹر مولانا سید ہدایت اللہ شاہ(فاضل مدینہ یونیورسٹی) خطاب فرمائیں گے۔ ●●

مولانا محمد اسماعیل عاصم نے راولپنڈی دفتر کا چارج سنبھال لیا

راولپنڈی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا حکیم محمد اسماعیل عاصم بہاولنگر سے راولپنڈی پہنچ گئے ہیں۔ راولپنڈی دفتر میں مبلغ اسلام آباد جناب محمد اورنگ زیب اعوان' حکیم قاری محمد یونس' حکیم محمد افتخار' حافظ محمد ادریس نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مولانا حکیم محمد اسماعیل عاصم نے راولپنڈی دفتر کا چارج سنبھال کر اپنی سرگرمیاں شروع کردی ہیں۔ راولپنڈی کے جماعتی ساتھیوں نے مولانا کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ نیز حکیم محمد اسماعیل عاصم اسلام آباد دفتر کی بھی نگرانی فرمائیں گے۔ مولانا عبدالرؤف الازہری کے بعد نوجوان مبلغ جناب اورنگ زیب اعوان اسلام آباد میں کام کررہے ہیں۔ ●●

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق کی دفتر ختم نبوت اسلام آباد آمد

اسلام آباد۔ گزشتہ دنوں جامعہ خیر المدارس ملتان کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق ایک روزہ دورہ پر دفتر ختم نبوت اسلام آباد تشریف لائے جہاں جناب اورنگ زیب اعوان اور ناظم دفتر حافظ محمد رمضان نقشبندی نے ان کا خیر مقدم کیا اور جماعتی سرگرمیوں پر تبادلہ خیال ہوا۔ مولانا نے جماعت کی کارکردگی کی تعریف فرمائی۔ جامع مسجد خضریٰ کے خطیب مولانا عبدالمجید کے ایماء پر بعد نماز مغرب مولانا محمد صدیق نے جامع مسجد خضریٰ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کے لئے سب سے قیمتی چیزیں چار ہیں ایمان' غیرت' جان اور مال۔ ہمارے ملک عزیز پاکستان کے اندر جان اور مال کی حفاظت کے قانون تو موجود ہیں مگر ایمان اور غیرت کے تحفظ کی کسی کو کوئی پرواہ نہیں بلکہ ایمان اور غیرت کو ختم کرنے کی تحریکیں بڑے زور و شور سے جاری ہیں۔ پہلی تحریک سوشلزم ہے جس میں ہر چیز کا مالک انسان کو بنا کر اللہ تعالیٰ کی مالکیت کا انکار کیا گیا۔ دوسری تحریک جمہوریت ہے۔ جمہوریت میں درحقیقت اسلامی اصولوں کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں کیونکہ بنیادی طور پر جمہوریت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا انکار ہے۔ تیسری تحریک بہبود آبادی ہے اسلام میں بہبود آبادی کے دو طریقے ہیں اول وسائل آمدنی بڑھائے جائیں تاکہ ملک میں بیروزگاری ختم ہوجائے۔ ثانیاً اخراجات پر کنٹرول کیا جائے تاکہ فضول خرچی نہ ہو جبکہ بہبود آبادی کا موجودہ طریقہ برتھ کنٹرول بھی سراسر اسلام کے منافی اور اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا انکار ہے۔ مولانا محمد صدیق نے فرمایا کہ چوتھی تحریک ناموس رسالت و ناموس صحابہ کرامؓ کے خلاف ہے تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے حضور ﷺ کی محبت اور صحابہ کرامؓ کی عظمت نکال دی جائے۔ یہ تحریک خدا کی محبوبیت اور عظمت کا انکار ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں ہروقت یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اسلام دشمن تحریکوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ●●

مولانا اعظم طارق پر حملہ ایک سوچی سمجھی اسکیم ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور(پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا خان محمد کندیاں شریف' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا کہ مولانا اعظم طارق پر قاتلانہ حملہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے' جس میں حکومت بھی ملوث ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا اعظم طارق پر حملہ سے چند دن قبل سرکاری دستہ کو ہٹایا جانا' اسلام آباد میں اسلحہ کے بغیر داخلہ کی پابندی' وزارت داخلہ کی طرف سے قومی رہنماؤں قاضی حسین احمد' بے نظیر بھٹو' میاں نواز شریف' مولانا اعظم طارق کی جان کو خطرہ کا اخباری بیان درحقیقت مولانا موصوف کو راستہ سے ہٹانے کی ہی اسکیم کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو حکومت قومی راہنماؤں کی جان کی حفاظت نہیں کرسکتی اسے برسر اقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مجلس کے راہنماؤں نے شہید ہونے والے کارکنوں کی مغفرت اور زخمیوں کی صحت کی دعا کی۔ نیز مطالبہ کیا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔ ●●

میاں منظور احمد وٹو کے قادیانی باپ کی ارتدادی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار

ضلع اوکاڑہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں کا انتخاب

لاہور۔ مختلف دینی جماعتوں کے علماء کرام کا اجلاس جامعہ قاسمیہ دیپالپور روڈ اوکاڑہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا عبدالکریم نے کی جبکہ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ اجلاس میں اوکاڑہ ضلع میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں' میاں جہانگیر وٹو والد میاں منظور احمد وٹو کی ارتدادی تبلیغی سرگرمیوں جس میں موصوف نے ایک مسلمان نوجوان کو قادیانی بنالیا ہے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ میاں جہانگیر وٹو کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی کے تحت کیس رجسٹرڈ کرکے قانونی کارروائی کی جائے۔ نیز اوکاڑہ شہر میں قادیانیوں کی دکانوں' مکانوں' عبادت گاہوں پر آیات قرآنی اور کلمات طیبہ کے ناجائز استعمال پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ آیات قرآنی اور کلمات طیبہ کا تحفظ کیا جائے بصورت دیگر مسلمانان اوکاڑہ خود کارروائی کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ضلع بھر میں قادیانی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اوکاڑہ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ سرپرست اعلیٰ مولانا سید امیر حسین گیلانی' سرپرست قاری غلام محمود انور' امیر مولانا محمد الیاس میواتی' نائب امیر اول مولانا سید محمد انور شاہ دیپالپور' نائب امیر دوم قاری سید اقبال اختر نقوی رینالہ خورد' ناظم اعلیٰ حاجی احسان الحق اوکاڑہ' ناظم حافظ محمد شعبان دیپالپور' ناظم تبلیغ مولانا عنایت اللہ سالک خطیب مرکزی مسجد اوکاڑہ' ناظم نشر و اشاعت مولانا عبدالرشید کوٹ وساوے والا' خزانچی مولانا نور محمد حویلی لکھا۔ مولانا سید امیر حسین گیلانی کی سرکردگی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں سے مل کر آل پارٹیز ختم نبوت کنونشن منعقد کرے گی۔ نیز یہ طے کیا گیا کہ دیپالپور' حویلی لکھا' بصیرپور' کوٹ وساوے والا میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ مرکزی کانفرنس ۸ اکتوبر کو اوکاڑہ میں ہوگی جس میں مختلف مکاتب فکر کے راہنما مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کے انسداد پر خطاب کریں گے۔ ●

علاقہ فیروزہ تحصیل لیاقت پور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی

رحیم یار خان (پ ر) ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے فیروزہ کے علاقہ میں مرزائیت کی گمراہ کن تبلیغ کے لئے استعمال ہونے والا ڈش انٹینا ختم کرکے غیور مسلمانوں کے جذبات کا احترام کیا ہے۔ ضلع بھر کے عوامی و دینی حلقوں کی طرف سے ڈپٹی کمشنر سید رئیس عباس زیدی اور لیاقت پور کی انتظامیہ کے قابل قدر اقدام کی تعریف کی گئی۔ تفصیلات کے مطابق قادیانیوں نے چک نمبر ۲۲ و چک نمبر ۲۳ میں ڈش انٹینا نصب کیا ہوا تھا جس کے ذریعہ وہ مرزا طاہر کی تقریر نشر کرکے علاقہ فیروزہ تحصیل لیاقت پور کے لوگوں کو گمراہ کرتے تھے اس کا علم جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنما سید حامد علی شاہ کو ہوا تو انہوں نے فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا احمد بخش شجاع آبادی کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ ہنگامی طور پر فیروزہ کے گرد و نواح کا دورہ کیا۔ وہاں سے ایک وفد لے کر رحیم یار خان پہنچے۔ وفد میں علاقہ فیروزہ کے سید حامد علی شاہ' مولانا سید ناصر علی شاہ' قاری محمد

ہاشم علاوہ ازیں علاقہ کے نمبردار اور عوامی نمائندے بھی شامل تھے۔ جامعہ مدنیہ فاروق اعظم رحیم یار خان میں شہر کے علماء کرام کا اجتماع تھا۔ بعد میں یہ وفد جس میں قاری حماد اللہ شفیق مہتمم جامعہ مدنیہ فاروق اعظم بلاک نمبر ۳ علامہ مولانا عبدالرؤف ربانی خطیب مکی مسجد حافظ محمد اکبر اعوان قاضی شفیق الرحمن نائب مہتمم جامعہ قادریہ رحیم یار خان قاری محمد اکمل خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی مفتی حبیب الرحمن درخواستی ناظم اعلیٰ جامعہ عبداللہ بن مسعود شامل تھے اور علاقہ فیروزہ کے وفد نے ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کو صورتحال بتائی اور مسلمانوں میں پائی جانے والی تشویش سے آگاہ کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے فی الفور A.L لیاقت پور کو متذکرہ چکوں سے ڈش انٹینا کے خاتمہ کے احکام صادر فرمائے۔

عوام کا ایک مطالبہ یہ تھا کہ مرزائیوں کا قبرستان مسلمانوں سے علیحدہ کیا جائے چنانچہ تحصیل انتظامیہ نے مرزائیوں کے قبرستان کے لئے الگ جگہ فراہم کردی۔ عوامی' سماجی اور دینی حلقوں نے اس فیصلہ کا زبردست خیر مقدم کیا اور اراکین وفد کو خراج تحسین پیش کیا۔ ●●

حضرت مولانا محمد سرفراز صفدر مد ظلہ کی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ میں تشریف آوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی دفتر میں ممتاز عالم دین مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے پرنسپل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب کو استقبالیہ دیا گیا' جس میں علماء کرام اور معززین شہر اور اراکین مجلس نے شرکت کی۔ حضرت شیخ الحدیث و تفسیر مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اہم عقیدہ ہے۔ جس پر سب سے پہلے اجماع امت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ہوا۔ صدیق اکبرؓ نے ختم نبوت کے مسئلہ پر تقریباً بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید کرائے' جس میں تقریباً سات سو صحابہ کرامؓ حافظ قرآن قاری تھے۔ تمام روئے زمین کے علماء و صلحاء' غوث و قطب مل کر بھی ایک صحابی رسول کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ جب بھی کسی اسلامی ریاست میں کسی بدبخت شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا' اس وقت کے حکمرانوں نے اس کو ایک لمحے بھر کے لئے بھی برداشت نہیں کیا بلکہ اسے جہنم رسید کیا۔ برصغیر میں انگریزوں نے مکاری اور عیاری سے ہندوستان پر قبضہ کیا۔ اسلام کے خلاف سازشوں کا لامتناہی سلسلہ شروع کیا اور اپنی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی کو اٹھا کر اس سے مختلف دعوے کرائے حتیٰ کہ آخر میں نبوت کا دعویٰ بھی کرادیا۔ اس وقت علماء کرام نے فتنہ قادیانیت کے انسداد کے لئے علم جہاد بلند کردیا۔ پاکستان بننے کے بعد ایک منظم سازش کے تحت قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کردیا' جنہوں نے اپنے عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں اپنے کفریہ عقائد کی تبلیغ کا کام شروع کردیا' جس پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں عظیم الشان ختم نبوت تحریک چلی' جس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش فرمایا۔ ۱۹۷۴ء میں ایک بار پھر ختم نبوت کی تحریک چلی جس میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

قادیانیوں کی سرگرمیاں اب پھر بڑھ رہی ہیں مگر حکمرانوں کی بے حسی قابل صد افسوس ہے۔ امت مسلمہ کو اس معاملے میں چوکس رہنا ہوگا۔ استقبالیہ میں صوبائی امیر حضرت مولانا محمد منیر الدین' مولانا عبدالواحد' مولانا محمد یعقوب سروردی' مولانا عبدالباقی' مولانا محمد یوسف ہزاروی' مولانا اللہ داد خیر خواہ مولانا حافظ خیر محمد اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ ●●

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تحریک آزادی کے قائد اور تحریک ختم نبوت کے عظیم رہنما تھے

آپ کے ارشادات کی روشنی میں مرزائیت کے خاتمہ تک تحریک جاری رہے گی' علماء کرام کا خطاب

لاہور (پ ر) امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تحریک آزادی کے نامور قائد تحریک ختم نبوت عظیم راہنما' برصغیر پاک و ہند کے سب سے بڑے اور مقبول خطیب تھے۔ آپ نے ساری زندگی ملک کی آزادی' عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب میں صرف کردی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا ابن مسعود ہاشمی' حاجی بلند اختر نظامی' حاجی طارق سعید خاں نے حضرت شاہ صاحب کی یاد میں ختم نبوت سینٹر مسلم ٹاؤن میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مذکورہ بالا راہنماؤں نے کہا کہ امیر شریعتؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی اور پہلے امیر تھے۔ آپ کی خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ کے ارشادات کی روشنی میں مرزائیت کے مکمل خاتمہ تک اپنی تحریک جاری رکھے گی۔

ناموس رسالتؐ کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی کو برداشت نہیں کیا جائے گا

قصور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کا اجلاس جامع مسجد گنبد والی کوٹ مراد خاں میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت چوہدری محمد شفیع نے کی۔ اجلاس میں تین سال کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست مولانا سید محمد طیب ہمدانی' امیر قاری مشتاق احمد' نائب امیر محمد اکرم انصاری' ناظم اعلیٰ حاجی اللہ دتہ مجاہد' ناظم محمد امین' ناظم نشر و اشاعت محمد معصوم انصاری' خزانچی قاری حبیب اللہ قادری' قانونی مشیر حافظ محمد حنیف ظفر ایڈووکیٹ۔

اجلاس میں قصور شہر میں مرکز کی طرف سے مولانا عبدالرزاق مبلغ کی تقرری پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ نیز فیصلہ کیا گیا کہ قصور شہر میں عنقریب دفتر کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ ایک قرارداد میں ناموس رسالتؐ کے قانون میں طریقہ کار کی تبدیلی کو مسترد کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ناموس رسالت کے قانون (دفعہ نمبر ۲۹۵۔ سی) کو اصل حالت میں برقرار رکھا جائے بصورت دیگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

ایک اور قرارداد میں ناموس صحابہؓ و اہل بیت بل منظور کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے قادیانی والد کی سرگرمیاں پنجاب میں قادیانی تسلط کا باعث بن رہی ہیں۔ ●●

قصور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت قاری مشتاق احمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور بمقام مکی مسجد قصور منعقد ہوا۔ مولانا اسماعیل شجاع آبادی ڈپٹی سیکریٹری جنرل (مرکزی) نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔ اجلاس میں قادیانیوں کی ملک میں بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور قادیانی جماعت کے نام نہاد سربراہ مرزا طاہر کے مساجد کے متعلق بیان پر غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ یعنی کہ ہم پاکستان میں اپنی مساجد تعمیر کریں گے۔ اجلاس میں متفقہ طور پر قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں قادیانی سربراہ کے لندن اجتماع کے خطاب کی پرزور مذمت کی گئی۔ ●●

"رحمتہ للعالمین کانفرنس" نواں شہر ایبٹ آباد

تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس نواں شہر ضلع ایبٹ آباد کے زیر اہتمام ۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۱ اگست ۱۹۹۴ء بروز اتوار ایک ایمان پرور "رحمت للعالمین ﷺ کانفرنس" کا اہتمام کیا گیا۔ "رحمت للعالمینؐ کانفرنس" سے ختم نبوت اکیڈمی سرگودھا کے تربیت یافتہ مبلغ اور خطیب خوش الحان حضرت مولانا محمد یعقوب احسن نے خطاب کیا۔ نواں شہر کے قلب [illegible] کانفرنس کا اہتمام

کیا گیا تھا۔ کانفرنس عصر کی نماز کے بعد شروع ہوئی تھی۔ تلاوت حافظ عبدالخالق نے کی جبکہ نذرانہ عقیدت بحضور سرور دوعالم ﷺ حنیف خان نے پیش کیا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد یعقوب احسن نے حضور سرور دوعالم ﷺ کی صفت "خلق عظیم" پر خوب سیر حاصل خطاب کر کے سامعین سے تحسین حاصل کی۔ آپ نے سیرت نبوی ﷺ کے چند ایمان افروز واقعات سنا کر مجمع کے قلوب کو خوب گرمایا۔ خطاب کے دوسرے حصے میں آپ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے کہا کہ آج ۲۱ اگست ہے اور شاہ جیؒ کو ہم سے بچھڑے ہوئے ۳۳ برس ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ فرمایا کہ ہم اکابرین علماء حق کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ختم نبوت کا جھنڈا بلند رکھیں گے اور مرزائیت کا استیصال جاری رکھیں گے۔ اذان مغرب پر ان کی دعا سے رحمت للعالمینؐ کانفرنس کا اختتام ہوا۔ جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض توقیر الاسلام انجام دیتے رہے۔ ●●

کی جائے' جس پر نسلوں کو پچھتانا پڑے۔ محترمہ تو کچھ سالوں بعد "اتر" جائیں گی مگر یہ زہر' یہ مغربی بد تہذیبی کی بے حیائی اور بدکار معاشرے کا زہر آنے والی نسلوں کو تباہ کرتا رہے گا۔ مجرم کون ہو گا حکومت وقت' علماء وقت اور وہ اہل قلم اور اہل جماعت جو ہر شعبے میں جا گزیں ہیں مگر مستقبل کے اس اہم فیصلے کے وقت خاموش ہیں۔ ان کی یہ خاموشی مجرمانہ غفلت اور بھیانک جرم ہے' کاش انہیں احساس ہو۔

بقیہ۔ میرے مشفق امیر

جب وہ تقریر کے بعد دعا سے فارغ ہوتے تو پتہ چلتا کہ فجر کی اذان کا وقت ہو گیا ہے۔ وہ جھوم جھوم کر احادیث رسولؐ کی تلاوت کرتے تو ایک عجیب سماں کی کیفیت ہوتی۔ خود بھی روتے اور ساتھ ہی حاضرین کو بھی رلاتے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی باتیں کرتا ہوں اور ان کی احادیث سناتا ہوں تو مجھے وقت کا احساس نہیں رہتا۔ یہ ان کے عشق رسولؐ کی علامت تھی۔ حضرت درخواستیؒ میرے مشفق امیر تھے۔ انہوں نے مجھے ہمیشہ اپنی شفقتوں اور اعتماد سے نوازا۔ جمعیت علماء اسلام میں دھڑے بندیوں کے کئی دور آئے مگر میں ان کے علاوہ کسی اور کو اپنا امیر نہ مان سکا۔ شاید یہی ایک بات آخرت میں ان کے ساتھ رفاقت کا باعث بن جائے (آمین)۔

آج میرا امیر مجھ سے جدا ہو گیا ہے اور میں وطن سے دور بہت دور گلاسکو کی مرکزی جامع مسجد میں بیٹھا ان کی یاد میں آنسو بہا رہا ہوں اور ان الفاظ کے ذریعہ اپنے دل کا غم ہلکا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اے کاش وقت کے یہ فاصلے درمیان میں نہ ہوتے اور میں ان کی آخری زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دیں اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں (آمین)۔

بقیہ۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل

آتی میرے پاس بھی کام ہوتا ہے کاریگر نہیں اور کاریگر ہیں تو کام نہیں۔ خاص طور پر کاریگر ملتے ہیں لیکن ایک دن دو دن یا ہفتہ بھر کام کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ اب میں کام بند نہیں کر سکتی کہ لوگ ہنسیں گے۔ قرضہ کیسے اتاروں۔ نوکری کر کے تو عمر بھر نہیں اتار سکتی۔ اب دکان لے کر اس میں مشین رکھ دی ہے کہ شاید اچھے دن آجائیں۔ بہت پریشان ہوں۔ آپ سے التماس ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ میری روزی میں برکت دے اور مجھے قرض سے نجات مل جائے۔ مجھے کوئی وظیفہ بتادیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کی بدولت اور کلام اللہ کی برکت سے مجھے قرض سے نجات دے اور میرے بچوں کو حلال روزی میسر ہو (آمین)۔

جواب :- آپ کی روزی میں برکت کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک اور حلال روزی نصیب فرمائیں۔ فجر کی نماز کے بعد اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ سو مرتبہ یا مغنی پڑھ کر دعا کیا کریں۔

نعت شریف

یوسف نہال

اللہ رے یہ مرتبہ یہ شانِ مدینہ
شاداب خزاں میں ہے گلستانِ مدینہ
ہر ذرہ وہاں کا دُرِ نایاب ہے لوگو
آرام جہاں کرتے ہیں سلطانِ مدینہ
مستی میں نظر آئے گی ہر سُو تمہیں جنّت
اے رندو! پیو بادۂ عرفانِ مدینہ
ہے جن کی ضیا سے مرا دل آج منوّر
وہ جلوۂ پُر نور ہیں سلطانِ مدینہ
اللہ کرے گنبدِ خضریٰ کو میں دیکھوں
مدّت سے دل میں میرے ہے ارمانِ مدینہ
کیوں کر نہ جہاں ان کو کہے فخرِ رسولاںؐ
اللہ کے محبوب ہیں سلطانِ مدینہ
تعلیم جہاں پائی تھی اصحابِ نبیؐ نے
وہ درس گہہ دیں ہے دبستانِ مدینہ
تا عمر رہے شیوۂ حضرتؓ مرا شیوہ
چھوٹے نہ کبھی دامنِ سلطانِ مدینہ
ہے دردِ جدائی سے نہال آپ کا مضطر
اب جلد بلا لیجے سلطانِ مدینہ

ختم نبوت زندہ باد
قادیانیت مردہ باد

بقیہ۔ قاہرہ کی کانفرنس

کانفرنس کا بائیکاٹ کر دیا [illegible]

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے زیرِ اہتمام

تیرھویں سالانہ کل پاکستان عظیم الشان ختمِ نبوّت کانفرنس

بتاریخ

۱۳، ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۹۴ء
بروز جمعرات، جمعہ شب و روز

بمقام

مُسلم کالونی
صدیق آباد ~~ربوہ~~

زیرِ سرپرستی شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

یہ سالانہ کانفرنس حسب سابق پورے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے، جس میں ملک بھر سے مشائخ عظام، اکابر علماء کرام، راہنمایان قوم، دانشور، وکلاء، طلباء حضرات شرکت فرمائیں گے۔ شمع رسالتؐ کے پروانوں سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے۔

(مولانا) عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون نمبر ۔ ۴۰۹۷۸